الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۰ — جمعۃ المبارک ۲۱رنومبر ۲۰۰۳ء — ۲۶ررمضان المبارک ۱۴۲۴ ہجری قمری — ۲۱رنبوت ۱۳۸۲ ہجری شمسی — شمارہ ۴۷

آخری عشرہ میں اعتکاف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپ کا یہی معمول وفات تک رہا۔ اس کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

(بخاری کتاب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ساری عقدہ کشائیاں دُعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔

صرف ایک دعا کا آلہ ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے کیا دوست کے لئے اور کیا دشمن کے لئے۔

ایمان جیسی کوئی چیز نہیں۔ ایمان سے عرفان کا پھل پیدا ہوتاہے۔ایمان تو مجاہدہ اور کوشش کو چاہتاہے اور عرفان خدا تعالیٰ کی موہبت اور انعام ہوتاہے۔

”خدا تعالیٰ نے یہ بات میرے دل میں ڈالی ہے اور میری فطرت میں رکھ دی ہے کہ جب کوئی دوست مجھ سے جُدا ہونے لگتا ہے مجھے سخت قلق اور درد محسوس ہوتا ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ خدا جانے زندگی کا بھروسہ نہیں، پھر ملاقات نصیب ہوگی یا نہیں۔ پھر میرے دل میں خیال آجاتا ہے کہ دوسروں کے بھی تو حقوق ہیں۔ بیوی ہے، بچے ہیں اور رشتہ دار ہیں مگر تاہم جو چند روز بھی ہمارے پاس رہتا ہے اس کے جدا ہونے سے ہماری طبیعت کو صدمہ ضرور ہوتا ہے۔ ہم بچے تھے، اب بڑھاپے تک پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں بجز اس کے کہ انسان خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرلے۔ ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے۔ صرف ایک دعا کا آلہ ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے کیا دوست کے لئے اور کیا دشمن کے لئے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرّہ بھر بھی نہیں ہے مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔

انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب ہوتا ہے مگر چاہئے کہ توکل کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ دے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی بدر کے موقع پر سخت اضطراب ہوا تھا۔ چنانچہ عرض کرتے تھے یَا رَبِّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔ مگر آپ کا اضطراب فقط بشری تقاضا سے تھا کیونکہ دوسری طرف توکل کو آپ نے ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا۔ آسمان کی طرف نظر تھی اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ یاس کو قریب نہیں آنے دیا تھا۔ ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہئے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس تو کفار کی صفت ہے۔ انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دُور کر دیتا ہے۔ بشریت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اس کو رفع کرتا ہے۔

دیکھو ایمان جیسی کوئی چیز نہیں۔ ایمان سے عرفان کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ ایمان تو مجاہدہ اور کوشش کو چاہتا ہے اور عرفان خدا تعالیٰ کی موہبت اور انعام ہوتا ہے۔ عرفان سے مراد کشوف اور الہامات جو ہر قسم کی شیطانی آمیزش اور ظلمت کی ملونی سے مبرّا ہوں اور نور اور خدا کی طرف سے ایک شوکت کے ساتھ ہوں وہ مراد ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی طرف سے موہبت اور انعام ہوتا ہے۔ یہ چیز کچھ کسبی چیز نہیں مگر ایمان کسبی چیز ہوتا ہے۔ اسی واسطے اوامر ہیں کہ یہ کرو۔ غرض ہزاروں احکام ہیں اور ہزاروں نواہی ہیں ان پر پوری طرح سے کاربند ہونا ایمان ہے۔

غرض ایمان ایک خدمت ہے جو ہم بجالاتے ہیں اور عرفان اس پر ایک انعام اور موہبت ہے۔ انسان کو چاہئے کہ خدمت کئے جاوے۔ آگے انعام دینا خدا کا کام ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہونا چاہئے کہ وہ انعام کے واسطے خدمت کرے“۔ (ملفوظات جلد سوم۔جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۱۳۲۔۱۳۳)

روزہ تقویٰ، قبولیت دعا اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

قرآن کو رمضان سے خاص نسبت ہے اس لئے قرآن پڑھیں اور درس القرآن میں شامل ہوں

رمضان المبارک کے فضائل و برکات اور قبولیت دعا کے ایمان افروز مضمون کا بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۳ء)

(لندن ۳۱/اکتوبر) : سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات ۱۸۶۔۱۸۷ کی تلاوت کی اور ترجمہ بیان فرمایا جن میں روزوں کی فرضیت، برکات اور قبولیت دعا کا تذکرہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے جو بہت عظیم برکتوں والا مہینہ ہے اس میں وہ لوگ بھی جو عبادات میں سست ہوتے ہیں وہ بھی عبادتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض بعد میں

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان میں پندرہ بے گناہ احمدی مسلمان جیلوں میں بند ہیں

(رشید احمد چوہدری ۔پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ)

پاکستان میں اس وقت مختلف جیلوں میں پندرہ بے گناہ احمدی مسلمان جیلوں میں بند ہیں۔ان اسیران راہ مولا کی تفصیلات ذیل میں درج کی جارہی ہیں۔

(۱)......چک سکندر۔قتل کا مقدمہ:

چک سکندر کھاریاں ضلع گجرات میں دس بے گناہ احمدی مسلمانوں کوایک مُلّاں محمد امیر اوراس کے ساتھی لڑکوں کوقتل کرنے کے الزام میں قید کیا گیا تھا۔واقعات کے مطابق ۴؍ستمبر ۲۰۰۳ء کو چک سکندر کے بدنام ترین مُلّاں محمد امیر اوراس کے بیٹے کونامعلوم افراد نے اس وقت گولیوں سے بھون ڈالا جب وہ موٹرسائیکل پر بیٹھ کراپنی دوکان بندکرکے واپس اپنے گاؤں آرہے تھے۔ یہ مُلّاں ایک عرصہ سے علاقہ میں احمدی مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہا تھااوراسی کی سرکردگی میں جولائی ۱۹۸۹ء میں چک سکندر کے احمدی گھروں کولوٹا گیااور پھران کوآگ لگادی گئی۔ چک سکندر میں اس وقت احمدی مسلمانوں کے ۱۳۵ گھر آباد تھے جن میں سے اکثر کونقصان پہنچایا گیااوردس سالہ احمدی لڑکی سمیت چار احمدی مسلمانوں کوشہید کردیا گیا تھا۔

اگرچہ مُلّاں محمد امیر پراپنے ایک رشتہ دار کے قتل کے الزام میں ایک مقدمہ چل رہاہے تاہم پولیس کی تحقیقات کارُخ مُلّاں کے قتل کے سلسلہ میں احمدی مسلمانوں کی طرف ہی ہے۔ چنانچہ مخالفین نے چک سکندر کے رہائشی ۱۲؍احمدی مسلمانوں پرقتل کا مقدمہ درج کرایا ہےاورایف آئی آر میں دس احمدیوں کے نام لکھوائے گئے ہیں اور دو کو نامعلوم قرار دیا گیاہے تاکہ بعد میں اور احمدیوں کوبھی شامل کیا جاسکے۔ مقدمہ کے اندراج کے بعد پولیس نے فوری طور پر چھ احمدی مسلمانوں یعنی محمد صادق، محمد ادریس، بشارت احمد، ناصر احمد، میاں خان اور بشیر احمد کوگرفتار کرلیاہے۔ بقیہ چارافراد یعنی اعجاز احمد، محمد اکمل، منیر احمد اور عبدالرحمٰن کو پولیس گرفتار نہیں کرسکی جس کے بدلے میں پولیس نے غلام محمد اور ریاض اللہ کوحراست میں لے لیااور دباؤ ڈالا کہ بقیہ چار افراد بھی گرفتاریاں پیش کریں۔ چنانچہ متذکرہ بالا چاروں افراد پولیس کے روبروپیش ہوگئےتوان دونوں کورہا کردیا گیا۔مگر پولیس نے پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری رکھا اوراٹھارہ دیگر احمدیوں کوتعزیرات پاکستان کی دفعات 107/151 کے تحت گرفتار کرکے گجرات جیل میں ڈال دیاہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مختار احمد، رخسار احمد، بہاول بخش، مبارک احمد، طارق احمد، ندیم احمد، بلال قیصر، قمر ضیاء، ہمایوں، محمد سلیم، بدر منیر، خرم منیر، محمد آصف، محمد افضل، افتخار احمد، ظفر اللہ، غلام احمد طاہر اور نور محمد۔

بعد کی اطلاعات کے مطابق ان کورہا کردیا گیاہے۔ چنانچہ اس وقت دس احمدی مسلمان جن کے نام اوپر درج کئے گئے ہیں جیل میں بند ہیں اوران پرقتل کا مقدمہ چلایا جائے گا۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

(۲)......تخت ہزارہ کیس:

نومبر ۲۰۰۰ء میں تخت ہزارہ کے رہائشی مُلّاں اختر شاہ نے بعض غنڈوں کوساتھ لے کرمسجد احمدیہ پرحملہ کردیا، مسجد کولوٹا گیا، گرایا گیااور پھرآگ لگادی گئی۔اس حملہ کے نتیجہ میں پانچ احمدی مسلمان، ایک ۱۴سالہ بچے سمیت شہید کردئے گئے تھے۔ظلم کی بات ہے کہ اس سلسلہ میں مخالفین کے دباؤمیں آکر چار احمدی مسلمانوں یعنی عبدالحمید صاحب، ارشد صاحب، خالد محمود صاحب اور وسیم احمد صاحب پر مقدمہ درج کرلیا گیا۔اور یہ چاروں نومبر ۲۰۰۰ء سے جیل کی سزا بھگت رہے ہیں۔جج نے مُلّاں اختر شاہ کوتو چھوڑ دیاہے مگران چاروں احمدیوں کوبیس بیس سال قید کی سزا سنائی گئی ہے۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

(۳)......مردان۔توہین قرآن کیس:

مردان کے رہائشی احمدی احسان اللہ اوراس کی بہن نسرین پر جولائی ۲۰۰۳ء کوقرآن کے اوراق جلانے کے جھوٹے الزام میں ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ واقعات کے مطابق دونوں ۲؍جولائی ۲۰۰۳ء کواپنے گھر میں پرانے میگزین اور رسالے جلارہے تھے کہ ہمسایوں نے شور مچادیا اور کہا کہ قرآن کریم کے اوراق جلائے جارہے ہیں۔ چنانچہ احسان اللہ اوراس کی بہن کو پکڑ کر زدوکوب کیا گیااور پھر پولیس کے حوالے کردیا گیا۔دونوں بہن بھائی ذہنی طور پر معذور ہیں۔دونوں کی ضمانت کی درخواست دی گئی۔ جج نے نسرین کی درخواست تو منظور کرلی مگر احسان اللہ کی درخواست ردّ کردی۔ چنانچہ احسان اللہ اس وقت جیل میں ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ رمضان شریف کے بقیہ ایّام میں پاکستان کے معصوم احمدیوں کوخصوصاً اسیران راہ مولا کواپنی دعاؤں میں یادرکھیں۔اللہ تعالیٰ ان کودشمن کے ہرشر سے محفوظ رکھے اورفتنہ پرور مُلّاؤں اوران کے ہمنواؤں کے فتنے اوران کے شرّواپس انہی پرلوٹادے۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁❁❁❁❁ ❁ ❁❁❁

عید مبارک

(گیت)

امیرالمومنیں کو ، دوستوں کو
مبارک عید ہو یہ مومنوں کو

(الاپ)

ملّت احمد ﷺ کے غم خوارو
عیدمبارک
اے مہدی کے راج دلارو
عیدمبارک
بزم وفا کے چاندستارو
عیدمبارک
عیدمبارک، عیدمبارک، عیدمبارک

گھرآنگن مہکاتی آئیں
عید کی خوشیاں
پھربھی یاددلاتی آئیں
عید کی خوشیاں
کتنے ہی افلاس کے مارے
ہیں خوشیوں سے دور۔ابھی تک
صبرورضا کی سیج سجائے
بیٹھے ہیں مجبور ابھی تک
ان کی خاطر دل جب پگھلے
بارش برسے۔جب آنکھوں سے
خوشبو پھوٹے جب سانسوں سے
اصلی عید اسی دن ہوگی
عیدمبارک
ملّت احمد ﷺ کے غم خوارو
عیدمبارک
عیدمبارک، عیدمبارک، عیدمبارک

جیتے گا اسلام بھی اک دن
ہارے گا شیطان یہ بازی
تم سے مولیٰ راضی ہوگا
اورہوگے تم اس سے راضی
ہمیں خلافت کی نعمت دی
جب مانگی اس نے نصرت کی
راہوں کی ہرروک اٹھائی

فرعونوں کی خاک اڑائی
وقت کی نبضیں یہ کہتی ہیں
دکھ جب ماضی ہوجائیں گے
مطرب جب نغمے گائیں گے
اصلی عید اسی دن ہوگی
عیدمبارک
اے مہدی کے راج دلارو
عیدمبارک
عیدمبارک، عیدمبارک، عیدمبارک

کہنے کورمضان کے دن تھے
کچھ اپنی پہچان کے دن تھے
کچھ اپنے پیمان کے دن تھے
اس پہچان کوبھول نہ جانا
اس پیمان کوبھول نہ جانا
سارے طورمثالی رکھنا
اپنے رنگ بلالی رکھنا
تم توحید کی چوکھٹ ہی پر
جیسے بھی ہوجینا، مرنا
سجدہ گاہیں روشن ہیں۔تو
اندھیاروں سے کبھی نہ ڈرنا
صبح کی منزل دورنہیں ہے
اصلی عید اسی دن ہوگی
عیدمبارک
بزم وفا کے چاندستارو
عیدمبارک
عیدمبارک، عیدمبارک، عیدمبارک

(جمیل الرحمٰن ۔ہالینڈ)

مسائل اعتکاف

اعتکاف کے لغوی معنے کسی جگہ میں بند ہوجانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اَللُّبْثُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِیَّۃِ الْاِعْتِکَافِ۔

(ہدایۃ باب الاعتکاف)

یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَعَہِدْنَا اِلٰۤی اِبْرٰہٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ﴾

(البقرہ:۱۲۶)

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق آتا ہے ﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَہْلِہَا مَکَانًا شَرْقِیًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِہِمْ حِجَابًا﴾۔(سورۃ مریم:۱۷،۱۸)

یعنی حضرت مریمؑ کچھ عرصہ کے لئے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر عبادت کی خاطر ایک الگ تھلگ مقام کی طرف چلی گئی تھیں۔ جہاں انہیں ایک عظیم فرزند کی بشارت ملی تھی۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایّام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہوکر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ کا اعتکاف ہی تھا۔

اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارہ میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

"کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ۔ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ"۔(بخاری و مسلم ،کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر)

آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔

آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

"قِیْلَ لِیْ اَنَّہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّعْتَکِفَ فَلْیَعْتَکِفْ۔ فَاعْتَکَفَ النَّاسُ مَعَہٗ"۔(مسلم باب فضل لیلۃ القدر)

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپ کے ساتھ اس آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:

"اِعْتَکَفْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ۔ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ نُسِّیْتُہَا فَالْتَمِسُوْہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی الْوِتْرِ۔ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَطِیْنٍ۔۔۔۔ الخ"۔(بخاری باب الاعتکاف۔مسلم فضل لیلۃ والحث علی طلبہا۔۔۔۔۔الخ)

یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ ۲۰ رمضان کی صبح کو ہم اعتکاف سے باہر نکل آئے۔ اس پر حضور ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ مَیں نے خواب میں لیلۃ القدر دیکھی لیکن مجھے وہ دن یاد نہیں رہا۔ البتہ اس قدر یاد ہے کہ مَیں اس رات پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں (یعنی اس رات بارش ہوگی) تو تم آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

☆......اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔(فقہ مذاہب اربعہ صفحہ ۹۸۲ اُردو)

تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرزِ عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم از کم اعتکاف دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے:

"کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَۃَ اَیَّامٍ فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ اِعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ"۔

(بخاری کتاب الاعتکاف فی العشر)

یعنی حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے البتہ جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ بیس (۲۰) دن کا اعتکاف بیٹھے۔

☆......اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ ۲۰ رمضان کی صبح کو اعتکاف بیٹھا جائے۔

☆......آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے معتکف میں قیام پذیر ہوجاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے:

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ فَاِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ حَلَّ مَکَانَہُ الَّذِیْ اعْتَکَفَ فِیْہِ"۔(بخاری کتاب الاعتکاف فی شوال)

ایک روایت میں ہے کہ: "اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّعْتَکِفَ صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَکَفَہٗ"۔(مسلم باب متی یدخل من اراد الاعتکاف)

رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے معتکف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے۔

☆......اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے ﴿وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ﴾(بقرہ:۱۸۸)۔کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ"۔(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

"مسجد کے باہر اعتکاف ہوسکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا"۔(الفضل ۶؍مارچ ۱۹۲۲ء)

☆......عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ ہدایہ میں ہے: "اَمَّا الْمَرْاَۃُ تَعْتَکِفُ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِہَا"۔(ہدایۃ باب الاعتکاف)

☆......معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ عام نہانے اور بال کٹوانے کے لئے بھی مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے۔ البتہ ضروری امور مثلاً وضو، غسل جنابت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔

☆......اعتکاف کے دوران اگر عورت کو ماہواری شروع ہوجائے تو وہ اعتکاف ترک کردے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

☆......معتکف ذکر الٰہی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے۔ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا درست نہیں اور نہ بالکل خاموش رہنا درست ہے کیونکہ اسلام میں "چپ" کا روزہ نہیں۔

"وَلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا بِخَیْرٍ وَیُکْرَہُ لَہُ الصَّمْتُ لِاَنَّ صَوْمَ الصَّمْتِ لَیْسَ بِقُرْبَۃٍ"۔

(ہدایۃ باب الاعتکاف)

اعتکاف کی اہمیت

رسول کریم ﷺ نے معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِیْ قَالَ اِنَّ مَثَلَ الْمُعْتَکِفِ مَثَلُ الْمُحْرِمِ اَلْقٰی نَفْسَہٗ بَیْنَ یَدَیِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا اَبْرَحُ حَتّٰی تَرْحَمَنِیْ"۔(درمنثور جلد اول زیر آیت وانتم عاکفون فی المساجد)

یعنی معتکف کلی طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا مجھے تیری ہی قسم مَیں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ تُو مجھ پر رحم فرمائے۔

نیز فرمایا: "مَنِ اعْتَکَفَ یَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ"۔

(درمنثور جلد اول بحوالہ طبرانی اوسط و بیہقی)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنادے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہوگا۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ ہُوَ یَعْتَکِفُ عَنِ الذُّنُوْبِ وَیُجْرٰی لَہٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّہَا"۔

(ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب ثواب الاعتکاف)

یعنی رسول مقبول ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسے ان نیکیوں کا جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح اجر ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی بجالا رہا ہے۔

☆......☆......☆

سوال: کیا یہ جائز ہے کہ جامع مسجد کے سوا کسی قریبی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جائے؟

جواب: صحتِ اعتکاف کے لئے ضروری شرط ایسی مسجد ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہے۔

ابوداؤد کی حدیث ہے کہ:

"لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ"۔

(ابوداؤد المعتکف یعود المریض)

یعنی اعتکاف ایسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ قریباً سارے ائمہ اس رائے پر متفق ہیں۔(نیل الاوطار)

سوال: کیا ایسی جگہ جہاں مسجد نہ ہو گھر میں اعتکاف بیٹھا جاسکتا ہے؟

جواب: جب باقاعدہ عام مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کرلی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کے حالات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

سوال: کیا عورت گھر میں خلوت والی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب: اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کے لئے رہائش کا معقول انتظام نہیں تو عورت گھر میں ایک خاص جگہ مقرر کرکے وہاں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

ہر احمدی گھرانے میں جہاں تک ممکن ہوسکے ایک ایسی جگہ ہونی چاہئے جو مسجد البیت (گھر کی مسجد) کے طور پر ہو۔ گھر کی عورتیں وہاں نماز پڑھیں اور مرد سنتیں اور نوافل وغیرہ ادا کریں اور مشکلات کے موقع پر وہاں خلوت گزیں ہوکر دعائیں کی جائیں۔ یہ طرزِ عمل بڑی برکات کا موجب ہے اور صحابہ کا اکثر اس کے مطابق عمل تھا۔

سوال: کیا بوڑھے آدمی کے لئے جس کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہے بغیر روزے کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟

جواب: عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت ہے کہ

الفاظ یہ ہیں ”لَااِعْتِکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ“۔

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

آیت کریمہ ﴿ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرہ :۱۸۸) کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپ کے صحابہؓ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور ائمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگان کی بھی یہی رائے ہے۔ اس کے برعکس حسن بصریؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اعتکاف کے لئے روزہ کو شرط نہیں مانتے۔ یہ بزرگ اپنی رائے کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مَیں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی کیا مَیں نذر پوری کروں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک رات اعتکاف میں گزاری۔

(بخاری کتاب الاعتکاف باب اذا نذر فی الجاھلیۃ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں رکھتے۔ اسی بنا پر ان ائمہ کے نزدیک دو گھڑی بھی اعتکاف جائز ہے۔

سوال: اعتکاف کے دوران کیا انسان رات مسجد میں چارپائی بچھا کر سو سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کے دنوں میں ضرورت پڑنے پر مسجد کے کسی کونے میں یا کسی اور مناسب جگہ میں چارپائی بچھا کر سونا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے سے مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔

حدیث میں آتا ہے: ”اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اعْتَکَفَ طُرِحَ لَہٗ فِرَاشُہٗ وَیُوْضَعُ لَہٗ سَرِیْرُہٗ وَرَاءَ اُسْتُوَانَۃِ التَّوْبَۃِ“۔

(ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب فی المعتکف یلزم مکان من المسجد، و نیل الاوطار)

یعنی حضور ﷺ جب اعتکاف شروع فرماتے تو آپؐ کے لئے بستر بچھایا جاتا اور ایک ایسے ستون کی اوٹ میں آپ کی چارپائی بچھائی جاتی جس کا نام توبہ کا ستون تھا۔ (ایک مشہور واقعہ کی وجہ سے اس ستون کا نام استوانہ التوبہ پڑ گیا تھا)۔

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ معتکف حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ حوائج ضروریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: حدیث کے الفاظ ہیں:

”کَانَ لَا یَدْخُلَ الْبَیْتَ اِلَّا لِحَاجَۃِ الْاِنْسَانِ اِذَا کَانَ مُعْتَکِفًا“۔ (مسلم کتاب الطہارۃ جواز غسل الحائض رأس زوجھا ......الخ صفحہ ۱۱۷)

یعنی آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔

انسانی حاجت سے کیا مراد ہے۔ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلّہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے۔ اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ ان کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے، بال کٹوانے، کھانا کھانے (سوائے اس کے کہ مجبوری ہو مثلاً گھر سے کھانے لانے والا کوئی نہ ہو)، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

سوال: اعتکاف سے متعلق مشہور ہے کہ شاذونادر حالات کے سوا معتکف مسجد سے باہر نہ جائے۔ شاذونادر حالات کی مثال قضائے حاجت کے لئے باہر جانا یا عدالت میں کسی ضروری شہادت کی غرض سے جس میں التوا کی صورت نقصان دہ ہو یا بعض نے جنازہ کے لئے بھی اجازت دی ہے۔ یہ پابندی نہ ہو تو اعتکاف کی غرض و غایت مفقود ہو جاتی ہے لیکن بعض بزرگ ان پابندیوں کی پرواہ نہیں کرتے اور بعض تو دفتر میں جا کر اپنا دفتری کام بھی کر لیتے ہیں۔ صحیح صورت حال کی وضاحت کی جائے؟

جواب: کلی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جاسکتا ہے اور حوائج ضروریہ سے مراد بیت الخلاء جانا ہے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے بھی معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ خاص طور پر ضروری شہادت کے لئے جانے کی اہمیت مسلّم ہے کیونکہ:

(الف): ممانعت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا کوئی صریح ارشاد موجود نہیں۔

(ب): اعتکاف کا لغوی مفہوم صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان عبادت کی نیت سے مسجد میں کچھ عرصہ کے لئے بیٹھ رہے۔

(ج): بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپؐ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس ہوئیں تو آپ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ گھر مسجد سے کافی دور تھا۔

(ابوداؤد باب المعتکف یدخل البیت لحاجۃ)

(د): جس امر کے لئے جائز ہونے کا ائمہ میں سے کوئی امام قائل ہو اس کے متعلق اصول یہ ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے حالات میں اسے اختیار کرنے کا عمل روحانی ترقی اور ثواب کے حصول کے منافی نہیں۔ سابقہ ائمہ میں سے جو لوگ اس قسم کے استثناء اور ضرورت کے لئے مسجد سے باہر آنے کے جواز کے قائل ہیں ان کے نام یہ ہیں:

حضرت علیؓ، سعید بن جبیرؓ، قتادہ بن ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ اور امام احمدؒ۔

(اوجز المسالک صفحہ ۱۱۲)

پس جو لوگ اپنے بعض ضروری کاموں کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا عین سنت کے مطابق اعتکاف نہیں بیٹھ سکتے وہ ان دلائل کے پیش نظر دوسرے درجہ کے اس اعتکاف میں شامل ہو سکتے ہیں تا کہ ثواب سے وہ بکلی محروم نہ رہیں۔ ایسی صورت میں وہ اعتکاف کی نیت کرتے وقت اپنے بعض ضروری کاموں کے لئے مسجد سے باہر جانے کی استثناء کی نیت کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کا تعلق بھی غالباً اسی دوسرے درجہ کے اعتکاف سے ہے جن میں بعض دوسری ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت کا ذکر ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی صورت میں کالج میں درس وتدریس کے لئے جانا جائز ہے؟

جواب: بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

اعتکاف کے لغوی معنی یہ ہیں کہ انسان ثواب اور عبادت سمجھ کر کچھ دیر کے لئے مسجد میں مقیم رہے اس لئے عبادت کی نیت سے چند منٹ کا قیام بھی اعتکاف ہوگا۔ لیکن مسنون اعتکاف جو رمضان کے آخری عشرہ میں اختیار کیا جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ضروری یا طبعی حوائج کے علاوہ باقی کسی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نہ نکلے اور ضروری حوائج میں کالج آ کر سبق دینا یا سننا شامل نہیں۔

حدیث میں آتا ہے:

”اَلسُّنَّۃُ عَلَی الْمُعْتَکِفِ اَنْ لَّا یَعُوْدَ مَرِیْضًا وَ لَا یَشْھَدَ جَنَازَۃً وَلَا یَمُسَّ اِمْرَأَۃً وَلَا یُبَاشِرَھَا وَلَا یَخْرُجَ لِحَاجَۃٍ اِلَّا لَابُدَّ مِنْہُ۔ وَلَا اِعْتَکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَااِعْتَکَافَ اِلَّا فِی مَسْجِدٍ جَامِعٍ“۔ (ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”اِنْ کُنْتُ لَاَدْخُلُ الْبَیْتَ لِلْحَاجَۃِ وَالْمَرِیْضُ فِیْہِ فَمَا اَسْاَلُ عَنْہُ اِلَّا وَ اَنَا مَارَّۃٌ“۔

(ابن ماجہ کتاب الصوم باب فی المعتکف یعود المریض...... الخ صفحہ ۱۲۷)

یعنی معتکف کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے، جنازہ میں شامل نہ ہو، اپنی بیوی کے پاس مباشرت وغیرہ کی غرض سے نہ جائے، مسجد سے انسانی حوائج پیشاب قضائے حاجت وغیرہ کے سوا باہر نہ جائے، اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔ اسی طرح اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہیے جہاں نماز باجماعت ہوتی ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”جب بھی مَیں قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی۔ (آپ ٹھہرنے کو روانہ سمجھتیں)۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔

سوال: اعتکاف کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

یہ مکمل اور سنت کے مطابق اعتکاف ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کے لئے اپنے حالات کے اعتبار سے گنجائش نہ پائے تو اس میں کمیاں کی جاسکتی ہیں مثلاً اگر کوئی پورا عشرہ نہ بیٹھ سکے تو وہ حسب گنجائش ۹ دن، ۸ دن، ۷ دن اور اس سے بھی کم دن اعتکاف بیٹھ لے تو اللہ تعالیٰ کے حضور سے ایسا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا تو اپنا وقت مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کر کے اپنی کوشش کے مطابق اعتکاف کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو پورا سالم دن اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکتے تو انہیں جتنی گھڑیاں مسجد میں عبادت میں میسر آسکتی ہیں یہ ان کی سعادت کا موجب ہونگی، انشاءاللہ۔

ائمہ سلف نے ان حالات میں ایسی رعایتوں کی تصریح کی ہے اور اعتکاف کے جذبہ کو قوی رکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کے پہلو کو ترجیح دی ہے۔

سوال: کیا حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہ ہو تو معتکف دُور بھی جا سکتا ہے؟

جواب: حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہیں تو دور فاصلہ پر جا سکتے ہیں لیکن فراغت کے بعد فوراً مسجد میں واپس آجائیں۔

باقی صفحہ نمبر۹ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

خطبہ جمعہ

تمھیں خوشخبری ہو کہ اب تم ہمیشہ معروف فیصلوں کے نیچے ہو۔

دسویں شرط بیعت میں ’طاعت درمعروف‘ کی وضاحت اور اطاعت کرنے والوں کے لئے خوشخبریاں

(حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے بعد پیدا ہونے والی روحانی تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۶ رستمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۶ رتبوک ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ۔اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (الممتحنہ: ۱۳)

گزشتہ خطبہ میں شرائط بیعت کی دسویں اور آخری شرط کے بارہ میں بیان کیا تھا لیکن طاعت درمعروف کے بارہ میں مزید کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آیت جومَیں نے تلاوت کی ہے اس میں عورتوں سے اس بات پر عہد بیعت لینے کی تاکید ہے کہ شرک نہیں کریں گی ، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی ، اولاد کو قتل نہیں کریں گی ، اولاد کی تربیت کا خیال رکھیں گی، جھوٹا الزام کسی پر نہیں لگائیں گی اور معروف امور میں نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا نبی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے کیا وہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں۔ اور اگر نبی کرسکتا ہے تو ظاہر ہے پھر خلفاء کے لئے بھی یہی ہوگا کہ وہ بھی ایسے احکامات دے سکتے ہیں جو غیر معروف ہوں۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ نبی کبھی ایسے احکامات دے ہی نہیں سکتا۔ نبی جو کہے گا معروف ہی کہے گا۔ اس کے علاوہ سوال ہی نہیں کہ کچھ کہے۔ اس لئے قرآن شریف میں کئی مقامات پر یہ حکم ہے کہ اللہ اور رسول کے حکموں کی اطاعت کرنی ہے، انہیں بجالانا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ جو معروف حکم ہوں اس کی اطاعت کرنی ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف حکم کیوں ہیں۔ یہ اصل میں دو مختلف حکم نہیں ہیں، سمجھنے میں غلطی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ نبی کا جو بھی حکم ہوگا معروف ہی ہوگا۔ اور نبی کبھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف، شریعت کے احکامات کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ وہ تو اسی کام پر مامور کیا گیا ہے۔ تو جس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے، اس کے خلاف کیسے چل سکتا ہے۔ یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم نے نبی کو مان کر، مامور کو مان کر، اس کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے آپ کو محفوظ کرلیا ہے، تم محفوظ ہو گئے ہو۔ کہ تمہارے لئے اب کوئی غیر معروف حکم ہے ہی نہیں۔ جو بھی حکم ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک اور غلطی ہے وہ طاعت درمعروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنۃ:۱۳) اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت درمعروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سرّ ہے۔ میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔ میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے‘‘۔

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۱۵ / اکتوبر ۱۹۰۹ء۔ خطبات نور صفحہ ۴۲۰۔۴۲۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

’’یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے۔ اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے۔ اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں۔ اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہوسکتی تھیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اس کو قوت دیں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے۔

(براهین احمدیه حصه پنجم۔روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحه ۴۲۰)

تو جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتا ہے، وہی احکامات دیتا ہے جن کو عقل تسلیم کرتی ہے۔ بری باتوں سے روکتا ہے، نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور ان سے پرے ہٹ ہی نہیں سکتا۔ تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر کردہ ہوتا ہے وہ بھی اس تعلیم کے انہی احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ ہم تک پہنچائے۔ اور اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت کرکے ہمیں بتائے تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہوچکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔ اگر کسی وقت خلیفۂ وقت کی غلطی سے یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ ہوجاتا ہے جس سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ اس کے بدنتائج کبھی بھی نہیں نکلتے اور نہ انشاء اللہ نکلیں گے۔

اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’یہ تو ہوسکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفۂ وقت سے کوئی غلطی ہوجائے۔ لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کردیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عِصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عِصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عِصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ مگر انجام کار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوگی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔ بے شک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہوگا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہی کو حاصل ہوگی۔ اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہوگی اور ایسی مضبوط ہوگی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۷۶۔۳۷۷)

پھر قرآن شریف میں آتا ہے وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ لَیَخْرُجُنَّ۔ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِّمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ النور:۵۴)۔ اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تُو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق (معروف طریق کے مطابق) اطاعت (کرو)۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

تو اس آیت سے پہلی آیتوں میں بھی اطاعت کا مضمون ہی چل رہا ہے اور مومن ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور مانا۔ اور اس تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ٹھہرتے ہیں اور بامراد ہو جاتے ہیں۔ تو اس آیت میں بھی یہ بتایا ہے کہ مومنوں کی طرح ’سنو اور اطاعت کرو‘ کا نمونہ دکھاؤ، قسمیں نہ کھاؤ کہ ہم یہ کر دیں گے ، وہ کر دیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دعوے تو منافق بھی بہت کرتے ہیں۔ اور اصل چیز تو یہ ہے کہ عملاً اطاعت کی جائے اور منافقوں کی طرح بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کی جائیں۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے فرما رہا ہے کہ جو معروف طریقہ ہے اطاعت کا، جو دستور کے مطابق اطاعت ہے، وہ اطاعت کرو۔ نبی نے تمہیں کوئی خلاف شریعت اور خلاف عقل حکم تو نہیں دینا جس کے بارہ میں تم سوال کر رہے ہو۔ اس کی مثال مَیں دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری بیعت میں شامل ہوئے ہو اور مجھے مانا ہے تو پنج وقتہ نماز کے عادی بن جاؤ، جھوٹ چھوڑ دو، کبر چھوڑ دو، لوگوں کے حق مارنا چھوڑ دو، آپس میں پیار و محبت سے رہو، تو یہ سب طاعت در معروف میں ہی آتا ہے۔ یہ کام کوئی کرے نہ اور کہتے پھرو کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ آپ جو حکم ہمیں دیں گے ہم اس کو بجا لائیں گے اور اسے تسلیم کریں گے۔ اسی طرح خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ روحانی ترقی کے لئے بھی جیسا کہ مساجد کو آباد کرنے کے بارہ میں ہے، نمازوں کے قیام کے بارہ میں ہے، اولاد کی تربیت کے بارہ میں ہے، اپنے اندر اخلاقی قدریں بلند کرنے کے بارہ میں، وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے بارہ میں، دعوت الی اللہ کے بارہ میں، یا متفرق مالی تحریکات ہیں۔ تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں طاعت در معروف کے زمرے میں یہی باتیں آتی ہیں۔ تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلاف احکام الٰہی اور خلاف عقل تو کام نہیں کروانے۔ یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جاؤ اور سمندر میں چھلانگ لگا دو۔ گزشتہ خطبہ میں ایک حدیث میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ امیر نے کہا کہ آگ میں کود جاؤ۔ تو اس کی اور روایت ملی ہے جس میں مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عَلْقَمَہ بِنْ مُجَزِّز کو ایک غزوہ کے لئے روانہ کیا جب وہ اپنے غزوہ کی مقررہ جگہ کے قریب پہنچے یا ابھی وہ رستہ ہی میں تھے کہ ان سے فوج کے ایک دستہ نے اجازت طلب کی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ بن قیس السہمی کو امیر مقرر کر دیا۔ کہتے ہیں مَیں بھی اس کے ساتھ غزوہ پر جانے والوں میں سے تھا۔ پس جب کہ ابھی وہ رستہ میں ہی تھے تو ان لوگوں نے آگ سینکنے یا کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی تو عبداللہ نے (جو امیر مقرر ہوئے تھے اور جن کی طبیعت مزاحیہ تھی) کہا کیا تم پر میری بات سن کر اس کی اطاعت فرض نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا کیا میں تم کو جو بھی حکم دوں گا تم اس کو بجا لاؤ گے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں ہم بجا لائیں گے۔

اس پر عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا میں تمہیں تاکیداً کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ اس پر کچھ لوگ کھڑے ہو کر آگ میں کودنے کی تیاری کرنے لگے۔ پھر جب عبداللہ بن حذافہؓ نے دیکھا کہ یہ تو سچ مچ آگ میں کودنے لگے ہیں تو عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا اپنے آپ کو (آگ میں ڈالنے سے) روکو۔ (خود ہی یہ کہہ بھی دیا جب دیکھا کہ لوگ سنجیدہ ہو رہے ہیں)۔ کہتے ہیں پھر جب ہم اس غزوہ سے واپس آ گئے تو صحابہؓ نے اس واقعہ کا ذکر نبی ﷺ سے کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’امراء میں سے جو شخص تم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔

(سنن ابن ماجه كتاب الجهاد باب لاطاعة فى معصية الله)

تو واضح ہو کہ نبی یا خلیفہ وقت کبھی بھی مذاق میں بھی یہ بات نہیں کر سکتا۔ تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی واضح حکم کی خلاف ورزی تم امیر کی طرف سے دیکھو تو پھر اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ اور اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت راشدہ کا قیام ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت تک پہنچو۔ جس کا فیصلہ ہمیشہ معروف فیصلہ ہی ہوگا انشاء اللہ۔ اور اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہی ہوگا۔ تو جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ اب تم ہمیشہ معروف فیصلوں کے نیچے ہی ہو۔ کوئی ایسا فیصلہ انشاء اللہ تمہارے لئے نہیں ہے جو غیر معروف ہو۔

اس کے بعد اب مَیں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر، آپ کی بیعت کر کے، آپ سے ان دس شرائط پر عہد بیعت باندھ کر ان شرائط پر عمل بھی کیا گیا، اطاعت کا نمونہ بھی دکھایا گیا یا صرف زبانی جمع خرچ ہی رہا کہ ہم اس شرائط پر آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ اس کے لئے مَیں نے چند نمونے لئے ہیں جن سے پتہ چلے کہ بیعت کرنے والوں نے اپنے اندر کیا روحانی تبدیلیاں کیں اور کیا روحانی انقلابات آئے۔ اور یہ تبدیلیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور اس زمانہ میں بھی ہمیں نظر آتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں حلفاً کہتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں‘‘۔ (سیرت المہدی جلد اول۔ صفحہ ۱۴۶)

تو ایک شرط یہ تھی کہ شرک سے اجتناب کریں گے۔ صرف ہمارے مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی ایسے اعلیٰ معیار قائم کر گئی ہیں اور ایسے اعلیٰ نمونے دکھائے ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کیا انقلاب آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعا نکلتی ہے۔

ایک واقعہ ہے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ کا نمونہ کہ آپ کو کس طرح شرک سے نفرت تھی ۔ کہتے ہیں کہ آپ کے بچے اکثر وفات پا جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کا ایک بچہ بیمار ہوا۔ بچے کا علاج کیا گیا۔ ایک آدمی تعویذ دے گیا۔ اور ایک عورت نے یہ تعویذ بچے کے گلے میں ڈالنا چاہا۔ لیکن بچے کی والدہ نے تعویذ چھین کر چولہے کی آگ میں پھینک دیا اور کہا کہ میرا بھروسہ اپنے خالق و مالک پر ہے۔ مَیں ان تعویذوں کو کوئی وقعت نہیں دوں گی۔ بچہ دو ماہ کا ہوا تو وہی جے دیوی ملنے کے لئے آئی اور بچے کو پیار کیا اور آپ سے کچھ پارچات اور کچھ رسد اس رنگ میں طلب کی جس سے مترشح ہوتا تھا کہ گویا یہ چیزیں ظفر پر سے بلا ٹالنے کے لئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ تم ایک مسکین بیوہ عورت ہو۔ اگر تم صدقہ یا خیرات کے طور پر کچھ طلب کرو تو مَیں خوشی سے اپنی توفیق کے مطابق تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مَیں چڑیلوں اور ڈائنوں کی ماننے والی نہیں۔ مَیں صرف اللہ تعالیٰ کو موت اور حیات کا مالک مانتی ہوں اور کسی اور کا ان معاملات میں کوئی اختیار تسلیم نہیں کرتی۔ ایسی باتوں کو مَیں شرک سمجھتی ہوں اور ان سے نفرت کرتی ہوں اس لئے اس بنا پر مَیں تمہیں کچھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جے دیوی نے جواب میں کہا کہ اچھا تم سوچ لو اگر بچے کی زندگی چاہتی ہو تو میرا سوال تمہیں پورا ہی کرنا پڑے گا۔

چند دن بعد آپ ظفر کو غسل دے رہی تھیں کہ پھر جے دیوی آ گئی اور بچے کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا: اچھا یہی سا ہی راجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا: ’’ہاں یہی ہے‘‘۔ جے دیوی نے پھر وہی اشیاء طلب کیں۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے موقع پر دیا تھا۔ اس پر جے دیوی نے کچھ برہم ہو کر کہا: ’’اچھا اگر بچے کو زندہ لے کر گھر لوٹیں تو سمجھ لینا کہ مَیں جھوٹ کہتی تھی‘‘۔ آپ نے جواب دیا: ’’جیسے خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا‘‘۔ ابھی جے دیوی مکان کی ڈیوڑھی تک بھی نہ پہنچی ہوگی کہ غسل کے درمیان ہی ظفر کو خون کی قے ہوئی اور خون ہی کی اجابت ہوگئی۔ چند منٹوں میں بچے کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ اور چند گھنٹوں کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی یا اللہ! تُو نے ہی دیا تھا اور تُو نے ہی لے لیا۔ مَیں تیری رضا پر شاکر ہوں۔ اب تُو ہی مجھے صبر عطا کی جیو۔ اس کے بعد خالی گود ڈسکہ واپس آ گئیں۔

(اصحاب احمد جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۔۱۶)

دیکھیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بھی کتنے انعامات سے نوازا۔ اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ جیسا بیٹا انہیں دیا جس نے بڑی لمبی عمر بھی پائی اور دنیا میں ایک نام بھی پیدا کیا۔

پھر بیعت کرنے کے بعد نفسانی جوشوں سے کس طرح لوگ محفوظ ہو رہے ہیں۔ اب اُس زمانے کی نہیں مَیں اِس زمانے کی مثال دیتا ہوں اور وہ بھی افریقہ کے لوگوں کی۔ افریقہ کے جو Pagan لوگ ہیں ان کے اندر بہت سی گندی رسمیں اور عادتیں پائی جاتی ہیں مگر احمدیت میں داخل ہوتے ہی وہ ان رسموں پر اس طرح لکیر پھیر دیتے ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں جیسے یہ برائیاں کبھی اُن میں تھیں ہی نہیں۔ ایسی رپورٹیں بھی آئیں کہ شراب کے رسیا ایک دم شراب سے نفرت کرنے لگ گئے اور اس کا دوسروں پر بھی بہت گہرا اثر ہوا۔ اور جب وہ اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں تو مولوی کہتے ہیں کہ احمدیت نے ان پر جادو کر دیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے شراب چھوڑ دی ہے۔

پھر ایک واقعہ مجھے یاد آیا۔ ایک مربی صاحب نے مجھے بتایا۔ گھانا میں ہی ایک شخص احمدی ہوا

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جس میں تمام قسم کی برائیاں پائی جاتی تھیں۔ شراب کی بھی، زنا کی بھی، ہر قسم کی۔ وہاں رواج یہ ہے کہ گھروں میں لوگ غربت کی وجہ سے یا رہائش کی کمی کی وجہ سے بڑے بڑے مکان ہوتے ہیں اس میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیتے ہیں۔ اسی طرح رہنے کا رواج ہے۔ تو یہ شخص اسی طرح کے ماحول میں رہتا تھا۔ عورتوں سے دوستی تھی لیکن جب احمدیت قبول کی تو سب کو کہہ دیا کہ کسی غلط کام کے لئے کوئی میرے پاس نہ آئے۔ لیکن ایک عورت اس کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی۔ اس نے اس پر یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب وہ اسے دور سے دیکھتا تھا تو کنڈی لگا کر فوراً نفل پڑھنا شروع کر دیتا یا قرآن شریف کی تلاوت کرنی شروع کر دیتا تھا، اس طرح اس نے اپنے آپ کو محفوظ کیا۔ تو یہ انقلابات ہیں جو احمدیت لے کر آئی ہے۔

پھر ہمارے ایک مبلغ ہیں مکرم مولانا بشیر احمد صاحب قمر، وہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار جماعت احمدیہ غانا کے افراد کے ساتھ ایک عید کی نماز کے بعد پیراماؤنٹ چیف سے ملنے گیا۔ وہ اپنے سب سرکردہ افراد کے ساتھ ہمارے انتظار میں تھے۔ جب ہم اندر داخل ہوئے تو احمدی دوستوں نے چیفوں اوران کے ساتھیوں کے سامنے بڑے جوش سے اس طرح گانا شروع کیا کہ ایک بوڑھا احمدی جو چیف کے سامنے تھا چھڑی ہوا میں لہرا لہرا کر گا رہا تھا اور باقی دوست جو تین صد کے قریب تھے اس کے پیچھے وہی فقرات دہرا رہے تھے۔ میں نے ترجمان سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور احمدیت کی برکات کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بت پرست اور مشرک تھے۔ ہمیں حلال وحرام اور نیکی بدی کا کوئی علم نہیں تھا۔ ہماری زندگی بالکل حیوانی تھی ہم وحشی تھے۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔ احمدیت نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا اور ہماری بدیاں ہم سے چھوٹ گئیں اور ہم انسان بن گئے۔ تو یہ لوگ اپنے ہی شہر کے ایک پیراماؤنٹ چیف اور دیگر اکابر کے سامنے جو ان کی سابقہ عادات و اخلاق سے پوری طرح واقف تھے اپنی تبدیلی بڑی تحدی کے ساتھ بیان کر رہے تھے اور جماعت کی صداقت کے طور پر پیش کر رہے تھے۔ (ماہنامہ انصاراللہ جنوری ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۰)

پھر نمازوں کی پابندی اور تہجد کی ادائیگی کے بارہ میں بھی شرائط بیعت میں حکم آتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ مَیں اکثر دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں‘‘۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵)

یہاں پھر میں گھانا کی ایک مثال دیتا ہوں۔ ایسی تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کی ہیں لوگوں نے کہ خود میرے تجربے میں آئی کہ لمبا سفر کر کے آیا ہے اور رات کو لیٹ پہنچے، بارہ بجے کے قریب سونے کا موقعہ ملا۔ رات کو جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ڈیڑھ دو بجے کا وقت ہو گا۔ مسجد میں بیٹھے ہیں اور سجدہ ریز ہیں۔

پھر ایک روایت آتی ہے حضرت منشی محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے صرف ایک نماز یاد ہے جو میں نماز باجماعت ادا نہیں کر سکا وہ بھی بیت الذکر سے ایک ضروری حاجت کے لئے واپس آنا پڑا تھا۔

(اصحاب احمد جلد ۷ صفحہ ۱۹۶)

پھر حضرت منشی محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت

سیٹلائٹ

کر کے اپنے شہر سیالکوٹ واپس گئے تو یکدم لوگوں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنی سابقہ لغو عادات یعنی تاش کھیلنا اور بازار میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا سب چھوڑ دیا ہے اور نماز تہجد باقاعدہ شروع کر دی ہے۔ ان کے حالات میں اس قدر غیر معمولی تغیر دیکھ کر سب بہت حیران ہوئے۔

(اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۲۰۰)

قادیان میں نمازوں اور تہجد کے التزام کے بارہ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں قادیان میں سورج گرہن کے دن نماز میں موجود تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے نماز پڑھائی اور نماز میں شریک ہونے والے بے حد رو رہے تھے۔ اس رمضان میں یہ حالت تھی کہ صبح دو بجے سے چوک احمدیہ میں چہل پہل ہو جاتی۔ اکثر گھروں میں اور بعض مسجد مبارک میں آموجود ہوتے جہاں تہجد کی نماز ہوتی، سحری کھائی جاتی اور اوّل وقت صبح کی نماز ہوتی اس کے بعد کچھ عرصہ تلاوت قرآن شریف ہوتی اور کوئی آٹھ بجے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ سب خدام ساتھ ہوتے۔ یہ سلسلہ کوئی گیارہ بارہ بجے ختم ہوتا۔ اس کے بعد ظہر کی اذان ہوتی اور ایک بجے سے پہلے نماز ظہر ختم ہو جاتی اور پھر نماز عصر بھی اول وقت میں پڑھی جاتی۔ بس عصر اور مغرب کے درمیان فرصت کا وقت ملتا تھا۔ مغرب کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر آٹھ ساڑھے آٹھ بجے نماز عشاء ختم ہو جاتی اور ایسا ہُو کا عالم ہوتا کہ گویا کوئی آباد نہیں مگر دو بجے رات سب بیدار ہوتے اور چہل پہل ہوتی‘‘۔

(اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۷۷)

پھر نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک روایت لکھی ہے کہ نماز کے عاشق تھے۔ خصوصاً نماز باجماعت کے قیام کے لئے آپ کا جذبہ اور جدوجہد امتیازی شان کے حامل تھے۔ بڑی باقاعدگی سے پانچ وقت مسجد میں جانے والے۔ جب دل کی بیماری سے صاحب فراش ہو گئے تو اذان کی آواز کو ہی اس محبت سے سنتے تھے جیسے محبت کرنے والے اپنی محبوب آواز کو۔ جب ذرا چلنے پھرنے کی سکت پیدا ہوئی تو بسا اوقات گھر کے لڑکوں میں سے ہی کسی کو پکڑ کر آگے کھڑا کر دیتے اور باجماعت نماز ادا کرنے کے جذبہ کی تسکین کر لیتے۔ یا رتن باغ میں نماز والے کمرہ کے قریب ہی کرسی سرکا کر باجماعت نماز میں شامل ہو جایا کرتے۔ جب ماڈل ٹاؤن والی کوٹھی میں گئے تو وہیں پنجوقتہ باجماعت نماز کا اہتمام کر کے گویا گھر کو ایک قسم کی مسجد بنا لیا۔ پانچ وقت اذان دلواتے۔ موسم کی مناسبت سے کبھی باہر گھاس کے میدان میں، کبھی کمرے کے اندر چٹائیاں بچھوانے کا اہتمام کرتے اور بسا اوقات پہلے نمازی ہوتے جو مسجد میں پہنچ کر دوسرے نمازیوں کا انتظار کیا کرتا۔ مختلف الانواع لوگوں کے لئے اپنی رہائش گاہ کو پانچ وقت کے آنے جانے کی جگہ بنا دینا کوئی معمولی نیکی نہیں خصوصاً ایسی حالت میں اس نیکی کی قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ صاحب خانہ کا رہن سہن کا معیار خاصا بلند ہو اور معاشرتی تعلقات کا دائرہ بہت وسیع ہو‘‘۔ (اصحاب احمد جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۲۔۱۵۳)

پنجگانہ نماز کے التزام کے بارہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیخ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

’’حبی فی اللہ شیخ حامد علی۔ یہ جوان صالح اور ایک صالح خاندان کا ہے اور قریباً سات آٹھ سال سے میری خدمت میں ہے اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھ سے اخلاص اور محبت رکھتا ہے۔ اگرچہ دقائق تقویٰ تک پہنچنا بڑے عرفاء اور صلحاء کا کام ہے۔ مگر جہاں تک سمجھ ہے اتباع سنت اور رعایت تقویٰ میں مصروف ہے۔ مَیں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میّت کی طرح ہو گیا تھا۔ التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بیہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔ مَیں جانتا ہوں کہ انسان کی خداترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بے شک خداتعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے۔ مگر یہ ایمان غریبوں کو دیا گیا دولتمند اس نعمت کو پانے والے بہت ہی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

تھوڑے ہیں‘‘۔(ازالہ اوہام ۔روحانی خزائن جلد ۳صفحہ ۵۴۰)

پھر یہ جوشرط ہے کہ ’بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا‘۔اس کے بارہ میں ایک بزرگ مولوی فضل الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کا کیا نمونہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ سے بڑی محبت تھی۔ایک دن مَیں نے مغرب کی نماز مرزا ایوب بیگ صاحب کے ڈیرے پر پڑھی۔حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھی وہیں تھے۔مرزا ایوب بیگ صاحب کی نماز اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ کا رنگ رکھتی تھی۔جب نماز پڑھتے تھے تو دنیا کے خیالات سے لاپرواہ ہوتے اور ان کی آنکھوں سے آنسو گرا کرتے تھے۔اس دن انہوں نے غیر معمولی طور پر نماز لمبی پڑھی۔نماز کے بعد سب لوگ بیٹھ گئے تو مرزا صاحب سے پوچھا گیا کہ آج نماز تو آپ نے بہت لمبی پڑھی ہے اس کی کیا وجہ ہے۔پہلے تو آپ نے نہ بتلایا مگر اصرار ہونے پر کہا کہ جب مَیں دُرود پڑھنے لگا تو مجھے کشف ہوا کہ آنحضرت ﷺ ایک پلیٹ فارم پر ٹہل رہے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں۔مرزا صاحب نے عربی الفاظ بھی بتلائے اور دعا کا ترجمہ بھی بتلایا۔اس کا مطلب یہ تھا کہ اے خدا! میری امت کو ضلالت سے بچا اور اس کی کشتی کو پار لگا۔مَیں اس دعا کے ساتھ آمین کہتا رہا۔پھر مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے خدا! محمد رسول اللہ ﷺ کی دعائیں قبول فرما اور آپ کی امت کو گردابِ ضلالت سے بچا۔پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا ختم کی تو مَیں نے بھی نماز ختم کردی‘‘۔(اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۱۹۴۔۱۹۵)

تو یہ انقلاب ہے کہ جاگتے میں بھی دیدار ہو رہا ہے۔

پھر حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ اور حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ پر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا کیا اثر ہوا۔اس بارہ میں ایک روایت یہ ہے بلکہ وہ خود ہی بتاتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب نے اپنے دوست کو بتایا کہ جب میرے یہ دونوں لڑکے ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۳ء کے موسم گرما کی تعطیلات میں میرے پاس بمقام کلر ہٹہ ضلع ملتان میں آئے تو مَیں نے ان کی حالت میں ایک عظیم تبدیلی دیکھی جس سے مَیں حیران رہ گیا اور مَیں حیرت میں کہتا تھا کہ اے خدا! تُو نے کون سے اسباب ان کے لئے میسر کردئے جن سے ان کے دلوں میں ایسی تبدیلی ہوئی کہ یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہوگئے۔یہ ساری نمازیں پڑھتے ہیں اور ٹھیک وقت پر نہایت ہی شوق اور عشق اور سوز و گداز کے ساتھ اور نہایت رقّت کے ساتھ کہ ان کی چیخیں بھی نکل جاتیں۔اکثر ان کے چہروں کو آنسوؤں سے تر دیکھتا اور خشیت الٰہی کے آثار ان کے چہروں پر ظاہر تھے۔اس وقت ان دونوں بچوں کی بالکل چھوٹی عمر تھی۔داڑھی کا آغاز تھا۔مَیں ان کی اس عمر میں یہ حالت دیکھ کر سجدات شکر بجا لاتا نہ تھکتا تھا اور پہلے جوان کی روحانی کمزوری کا بوجھ میرے دل پر تھا وہ اتر گیا۔

پھر والد صاحب نے اس دوست سے کہا کہ ان کی اس غایت درجہ کی تبدیلی کا عقدہ مجھ پر نہ کھلا کہ اس چھوٹی سی عمر میں ان کو یہ فیض اور روحانی برکت کہاں سے ملی۔کچھ مدت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہ رُشد انہیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت سے حاصل ہوئی ہے اور والد صاحب کو حضرت صاحب کی بیعت میں شامل کرنے کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہماری تبدیلی تھی۔(یعنی بچوں کی تبدیلی سے والد احمدی ہوئے) جس نے ان کو حضرت اقدس کی طہارت اور انفاس طیبہ کی نسبت اندازہ لگانے کا اچھا موقعہ دیا‘‘۔

(اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۱۸۶)

حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ کا نمونہ ، جو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے والد تھے۔ان کے ایک بیٹے کہتے ہیں کہ:

’’میری طبیعت پر بچپن سے یہ اثر تھا کہ والد صاحب (چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ) نماز بہت پابندی کے ساتھ اور سنوار کر ادا فرمایا کرتے تھے اور تہجد کا التزام رکھتے تھے۔مَیں اپنے تصور میں اکثر والد صاحبؓ کو نماز پڑھتے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھتا ہوں۔ بیعت کر لینے کے بعد فجر کی نماز کبوتراں والی مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔مسجد ہمارے مکان سے فاصلے پر تھی اس لئے والد صاحب گھر سے بہت اندھیرے ہی روانہ ہو جایا کرتے تھے۔

(اصحاب احمد جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۳)

پھر بلا ناغہ نمازوں کی پابندی کے بارہ میں ایک نمونہ پیش کرتا ہوں حضرت بابو فقیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کا۔آپ ’دل بہ یار دست بہ کار‘ پر عمل پیرا تھے۔ایم بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں انگریزوں کا رعب داب بھی بہت تھا۔وہ کہتا تھا مولوی صاحب! کوئی حادثہ کروا دو گے۔ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہو۔آپ اس کی ایسی باتوں سے بہت تنگ پڑے۔ایک روز دروازہ اور کھڑکی آپ نے بند کیا (دفتر کا) اور اس کے قریب ہو کر بات کرنے لگے۔تو وہ گھبرا گیا مبادا آپ حملہ کردیں۔ آپ نے اسے اطمینان دلایا کہ میرا ایسا ارادہ نہیں۔مَیں علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں جو یہ ہے کہ آپ دفتر میں قضائے حاجت پر وقت صرف کرتے ہیں۔اسی طرح چائے سگریٹ پینے پر بھی۔پھر مجھ پر معترض کیوں ہیں؟ کہنے لگا یہ امور تو مقتضائے طبیعت ہیں۔آپ نے کہا مَیں آپ کے ماتحت ہوں، آپ کی فرمانبرداری کروں گا لیکن صرف انہی احکام میں جو فرض منصبی سے متعلق ہوں۔دیگر امور کے متعلق اطاعت مجھ پر فرض نہیں ۔اس لئے نمازوں سے آپ کے کہنے پر مَیں رُک نہیں سکتا۔میری غفلت سے حادثہ رونما ہو یا ٹرین میں تاخیر ہو جائے تو بے شک آپ مجھ سے نرمی کا سلوک نہ کریں۔یہ کہہ کر آپ نے دروازہ اور کھڑکی کھول دی۔وہ آپ کی گفتگو سے بہت حیران ہوا۔...........اس گفتگو کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ آپ کے لوٹے کو ہاتھ ڈالتے ہی وہ کہتا: مولوی صاحب آپ تسلی سے نماز پڑھیں، مَیں آپ کے کام کا خیال رکھوں گا۔ایک دن آپ کا روکھا سوکھا کھانا دیکھ کر بھی اس پر بہت اثر ہوا کہ ان کا یہ حال ہے‘‘۔

(اصحاب احمد جلد ۳صفحہ ۵۵)

یہاں انگلستان میں ایک ہمارے پرانے احمدی بلال نٹل صاحب جب احمدی ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے ’’بلال‘‘ نام کا انتخاب کیا اور پھر حضرت بلالؓ ہی کے تتبع میں انہوں نے نماز کی خاطر بلانے میں (اذان دینے میں) ایک خاص نام پیدا کیا۔انہیں سچ مُچ نماز کے لئے بلانے کا از حد شوق تھا۔

(ماھنامہ انصاراللہ جون ۱۹۶۵ صفحہ ۳۶)

پھر یہ ہے شرط کہ نفسانی جوشوں کو دبانا، اس میں کیا مثالیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک خوبی بیان فرماتے ہیں کہ ہندوؤں کے ساتھ جلسہ تھا اور وہاں جھگڑا ہو گیا اور بڑے ضبط کا نمونہ دکھایا جماعت نے۔فرماتے ہیں کہ:

’’اگر پاک طبع مسلمانوں کو اپنی تہذیب کا خیال نہ ہوتا اور بموجب قرآنی تعلیم کے صبر کے پابند نہ رہتے اور اپنے غصہ کو تھام نہ لیتے تو بلاشبہ یہ بدنیت لوگ ایسی اشتعال دہی کے مرتکب ہوئے تھے کہ قریب تھا کہ وہ جلسہ کا میدان خون سے بھر جاتا۔مگر ہماری جماعت پر ہزار آفرین ہے کہ انہوں نے بہت عمدہ نمونہ

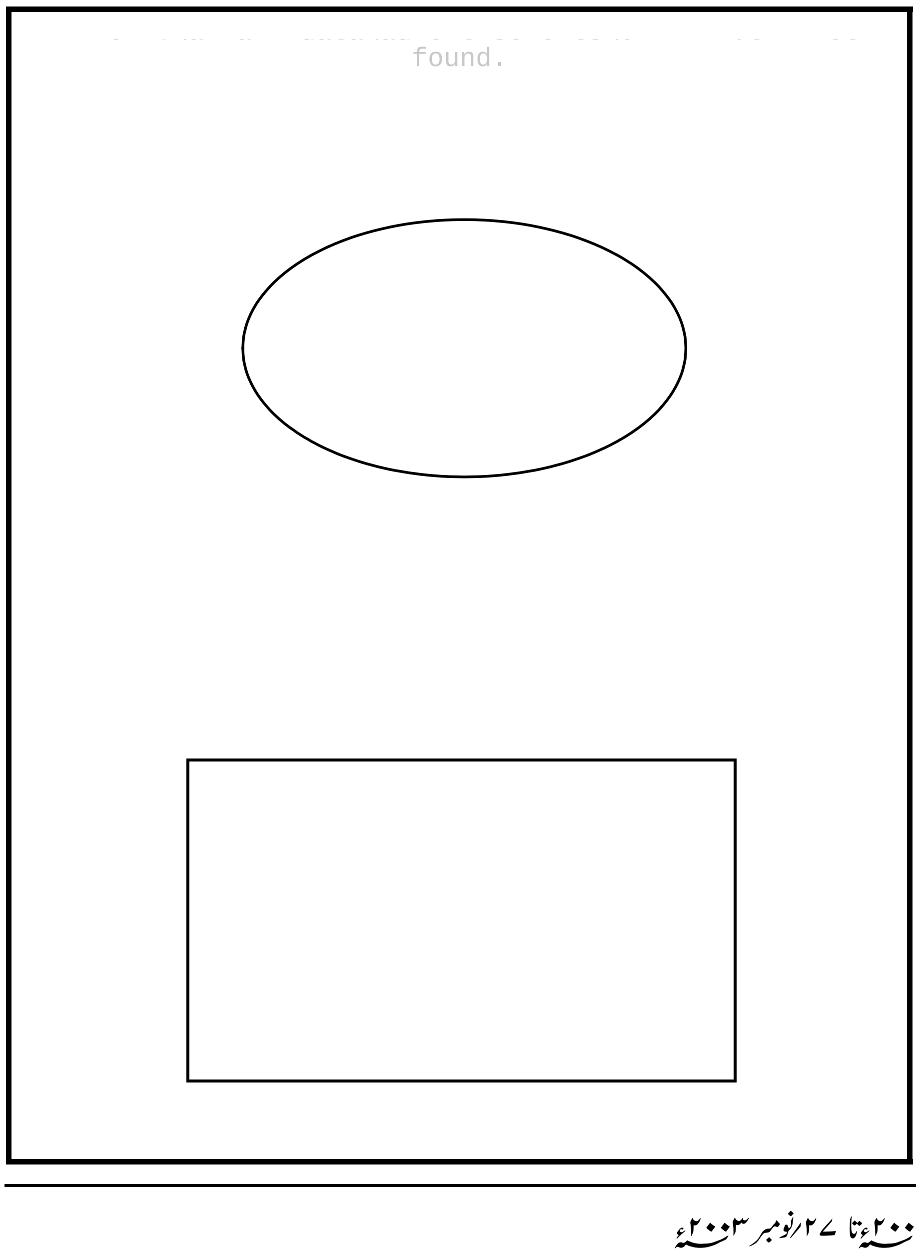

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

صبراور برداشت کا دکھایا اور وہ کلمات آریوں کے جو گولی مارنے سے بدتر تھے ان کو سن کر چپ کے چپ رہ گئے''۔

اسی طرح فرماتے ہیں کہ :''اگر میری طرف سے اپنی جماعت کے لئے صبر کی نصیحت نہ ہوتی اوراگر مَیں پہلے سے اپنی جماعت کو اس طور سے تیار نہ کرتا کہ وہ ہمیشہ بدگوئی کے مقابل پر صبر کریں تو وہ جلسہ کا میدان خون سے بھر جاتا۔مگر یہ صبر کی تعلیم تھی کہ اس نے ان کے جوشوں کو روک لیا''۔

(حیات نور باب چہارم صفحہ ۳۰۹۔۳۱۰)

پھر نفسانی جوشوں کو دبانے کی ایک مثال حضرت سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کی ہے۔عجیب نمونہ ہے۔روایت ہے کہ:

''ایک روز حضرت شاہ صاحب نماز کی ادائیگی کے لئے نزدیکی مسجد میں تشریف لے گئے۔اس وقت ایک سخت مخالف احمدیت چوہدری رحیم بخش صاحب وضو کے لئے مٹی کا لوٹا ہاتھ میں لئے وہاں موجود تھے۔حضرت ڈاکٹر صاحب کو دیکھتے ہی (ڈاکٹر صاحب سرکاری ڈاکٹر تھے، سرکاری ہسپتال میں وہاں تعینات تھے)مذہبی بات چیت شروع کردی۔حضرت ڈاکٹر صاحب کی کسی بات پر چوہدری رحیم بخش صاحب نے شدید غصہ میں آکر مٹی کا لوٹا زور سے آپ کے ماتھے پر دے مارا۔لوٹا ماتھے پر لگتے ہی ٹوٹ گیا۔ماتھے کی ہڈی تک ماؤف ہوگئی اورخون زور سے بہنے لگا۔ڈاکٹر صاحب کے کپڑے خون سے لت پت ہوگئے۔آپ نے زخم والی جگہ کو ہاتھ سے تھام لیا اور فوراً مرہم پٹی کے لئے ہسپتال چل دئے۔ ان کے واپس چلے جانے پر چوہدری رحیم بخش بہت گھبرائے کہ اب کیا ہوگا؟ یہ سرکاری ڈاکٹر ہیں۔افسر بھی ان کی سنیں گے اور میرے بچنے کی اب کوئی صورت نہیں۔مَیں کہاں جاؤں!اور کیا کروں!؟ وہ ان خیالات میں ڈرتے ہوئے اور سہمے ہوئے (مسجد) میں ہی دبکے پڑے رہے۔ادھر ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال میں جاکر زخمی سر کی مرہم پٹی کی،دوائی لگائی اور پھر خون آلود کپڑے بدل کر دوبارہ نماز کے لئے اسی مسجد میں آگئے ۔ جب ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب دوبارہ مسجد میں داخل ہوئے اور چوہدری رحیم بخش صاحب کو وہاں دیکھا تو دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور مسکراتے ہوئے پوچھا کہ:''چوہدری رحیم بخش!ابھی آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا ہے یا نہیں؟''۔

یہ فقرہ سنتے ہی چوہدری رحیم بخش کی حالت غیر ہوگئی۔فوراً ہاتھ جوڑتے ہوئے معافی کے ملتجی ہوئے اور کہنے لگے کہ شاہ صاحب! میری بیعت کا خط لکھ دیں۔یہ اعلیٰ صبر کا نمونہ اورنرمی اورعفو کا سلوک سوائے الٰہی جماعت کے افراد کے اور کسی سے سرزد نہیں ہوسکتا۔چنانچہ چوہدری صاحب احمدی ہوگئے اور کچھ عرصہ بعد ان کے باقی اصحاب خانہ بھی جماعت احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

تو یہ چند نمونے ہیں جو مَیں نے پیش کئے۔یہ پہلی تین چار شرائط بیعت کے تعلق میں ہیں۔انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ آئندہ کچھ اور نمونے بھی پیش کروں کہ لوگوں میں بیعت میں داخل ہونے کے بعد کیا انقلابات آئے تاکہ نئے آنے والوں کو بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی پتہ چلے اور وہ بھی اپنے اندر ایسی پاک تبدیلیاں پیدا کریں اور کبھی ان پر رعب دجال نہ آئے۔آمین۔

بقیہ:خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

مستقل طور پر نیکیوں پر قائم ہوجاتے ہیں۔رمضان میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ہر دروازہ کھولتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم کو رمضان سے خاص نسبت ہے۔حضرت جبرائیل رمضان میں آنحضرتؐ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔قرآن کریم پڑھنے اوراسے سمجھنے کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے اور جہاں درس القرآن کا انتظام ہے اس میں شامل ہونا چاہئے۔اس مہینہ میں نمازوں کی ادائیگی، نوافل پڑھنے،غریبوں کا خیال رکھنے،عفوو درگزر اختیار کرنے اور انتقام نہ لینے کی عادات کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

حضور نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کا دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچانے والا حصن حصین ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جو روزے کے پابند اور رات کو اٹھ کر نمازیں پڑھنے والے ہیں ان کو جنت میں بالا خانے ملیں گے۔مزید فرمایا کہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔روزہ دار ایک طرف اکل وشرب پر صبر کرتا ہے اور دوسری طرف احکام الٰہی پر عمل کرکے محبت الٰہی کی حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے اور دونوں حرارتیں مل کر رمضان بنتی ہیں۔یہ تنویر القلوب کا مہینہ ہے جس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔روزے کا اجر عظیم ہے۔کم کھانے سے کشفی طاقت بڑھتی ہے اور روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ قبولیت دعا کی آیت کو رمضان کی آیت کے ساتھ رکھا گیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قبولیت دعا کا رمضان المبارک سے اور روزہ دار سے خاص تعلق ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ان لوگوں کی دعا قبول کرتا ہوں جو میرے احکام مانتے ہیں اور مجھ پر یقین رکھتے ہیں۔گویا قبولیت دعا کے لئے دو شرائط اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں کہ میرے احکام مانو اور مجھ پر یقین رکھو۔جب انسان خدا تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے تو اللہ کے فضلوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔روزہ جیسا کہ تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ایسا ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔

حضور نے ایک حدیث کے حوالہ سے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ نصف شب کے بعد عبادت کے لئے اٹھتا ہے تو خدا تعالیٰ نچلے آسمان پر آجاتا ہے اور بندے کی پکار کو سنتا ہے۔مومن کا پانی دعا ہے جس کے بغیر مومن زندہ نہیں رہ سکتا۔

حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیاروں کی طرح دعائیں کرنے کی توفیق دے،اپنا حقیقی عبادتگزار بندہ بنائے ، ہم پر رحم کرے اور احمدیت کی فتوحات کے نظارے دکھائے۔اے اللہ ہمیں اس رمضان کی برکات سے حصہ دے اور ہمیں اپنی رحمت وفضل کی چادر میں لپیٹ لے۔آمین

بقیہ:مسائل اعتکاف از صفحہ نمبر ۴

سوال: کیا معتکف جماعتی میٹنگ یا جماعتی کاموں کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟

جواب: جہاں تک ممکن ہو حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور کام کے لئے مسجد سے باہر نہ جائے ورنہ مسنون اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ہاں وقتی اعتکاف یعنی مسجد کی عبادت کا ثواب میسر آسکتا ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی حالت میں مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا اور بال کٹوانا درست ہے۔کیا اس سے آداب مسجد میں کوئی حرج لازم نہیں آتا؟

جواب: اعتکاف کی حالت میں بال کٹوانے اور حجامت بنوانے میں کوئی حرج نہیں۔البتہ مسجد کے اندر اسے ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے۔کیونکہ یہ امر مسجد کے احترام اور اس کے آداب کے خلاف ہے۔اکثر علماء امت کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک کی شرح اوجز المسالک میں لکھا ہے:

''وَیُکْرَہُ حَلْقَ الرَّأْسِ فِیْہِ مُطْلَقًا اَیْ مُعْتَکِفًا کَانَ اَوْ غَیْرَ مُعْتَکِفٍ.......... وَذٰلِکَ لِحُرْمَۃِ الْمَسْجِدِ''۔(اوجز المسالک)

یعنی مسجد میں بال کٹوانا ناپسندیدہ ہے ۔یہ ممانعت مسجد کے احترام کے پیش نظر ہے۔اعتکاف کی وجہ سے نہیں کیونکہ حجامت بنوانا منافی اعتکاف نہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حالت اعتکاف میں جب بالوں میں کنگھی کرنا ہوتی تو آپؐ اپنا سر مسجد سے باہر کر دیتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اپنے حجرہ میں ہوتیں آپؐ کو کنگھی کر دیتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کرسکتا ہے یا نہیں۔تو آپ نے فرمایا:

''سخت ضرورت کے سبب کرسکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے''۔(بدر ۲۱/فروری ۱۹۰۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں کبھی دس دن ہوجاتے ہیں اور کبھی گیارہ ....ایک دفعہ رسول کریم ﷺ دوسروں کو قبولیت دعا کا وقت بتانے کے لئے باہر نکلے تھے مگر اس وقت دو آدمی آپس میں لڑتے ہوئے آپؐ نے دیکھے تو فرمایا کہ تم کو دیکھ کر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے مگر اتنا فرما دیا کہ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں وہ وقت ہے۔صوفیاء نے لکھا ہے کہ ان راتوں کے علاوہ بھی وہ وقت آتا ہے مگر رمضان کی آخری راتوں میں قبولیت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی بنا پر فرمایا کہ ستائیسویں کی رات کو یہ وقت ہوتا ہے۔(الفضل ۳/نومبر ۱۹۱۴ء)

(ماخوذ از فقہ احمدیہ)

تعلیم القرآن اور عہدیداران جماعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ہمارے عہدیداران ساری جماعت کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف توجہ دیں اور وہ توجہ دے نہیں سکتے جب تک انہیں خود قرآن کریم باترجمہ نہ آتا ہو اور اس سے عاشقانہ محبت نہ ہو۔قرآن کریم سے غایت درجہ محبت کا نتیجہ دیکھ کر ہی دنیا ان کی طرف مائل ہوسکتی ہے''۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء)

احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج اکرافو! (غانا)

تعارف، تاریخ اور مبلغین کے بارھویں گروپ کے کورس کی تکمیل پر ڈپلومہ دیئے جانے کی تقریب

(رپورٹ: فہیم احمد خادم ۔ غانا)

۲۰/جولائی ۲۰۰۳ء کا دن جماعت احمدیہ غانا کی تاریخ میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔ اس روز احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج اکرافو میں مبلغین کے بارہویں گروپ کو تین سالہ کورس کی تکمیل پر ڈپلومہ دیئے جانے کی تقریب ہوئی۔ اس موقع پر غانا سمیت مغربی افریقہ سے تعلق رکھنے والے ۲۵ مبلغین کو یہ ڈپلومہ دیا گیا۔ قبل اس کے کہ اس تقریب کی رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کروں خاکسار ضروری سمجھتا ہے کہ کالج کا تعارف کروایا جائے اور اسکی مختصر تاریخ بھی درج کی جائے۔

احمدیت کا آغاز

سرزمین غانا ۱۹۲۱ء میں احمدیت کے نور سے متعارف ہوئی۔ اس تعارف کا سہرا حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کے سر ہے۔ ان دنوں مرکزی مبلغین تن تنہا تبلیغ کے میدان میں اترتے۔ تبلیغ سے فارغ ہوتے تو نومبائعین کی تربیت میں لگ جاتے۔ ان کا طریق یہ تھا کہ چند نومبائعین کو تھوڑا بہت قرآن مجید پڑھاتے۔ نماز اور چند دینی مسائل سکھا کر امامت کروانے اور احباب کی تربیت کے لئے مقرر کرتے۔ یہ لوگ لوکل معلمین کا کردار ادا کرتے۔ ۱۹۵۲ء تک غانا میں مرکزی مبلغین کے تحت، انفرادی طور پر تیار کئے گئے یہی معلّمین، جماعتی ضرورتوں کو پورا کرتے رہے۔

معلّمین کی پہلی باقاعدہ کلاس

اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ رحمت نصیب کرے اشانٹی ریجن کے مبلغ سلسلہ مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کو جنہوں نے ۱۹۶۲ء میں باقاعدہ طور پر معلّمین کی تیاری کے لئے کلاسز کا آغاز کیا۔ اس کا آغاز احمدیہ مسجد کماسی کے احاطہ میں قائم شدہ پرائمری سکول کے ایک کمرہ سے ہوا۔ کلاس دو سال کے لئے لگائی گئی۔ اس کا آغاز ۱۶ طلباء سے ہوا۔ کلاس میں سات طلباء پاس ہوکر فارغ ہوئے۔ کلاس میں پہلی پوزیشنز حاصل کرنے والے دو طلباء (مکرم محمد یوسف یاسن صاحب اور مکرم عبدالواحد صاحب مرحوم) کو مزید دینی تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ ربوہ بھجوایا گیا۔ مکرم محمد یوسف یاسن صاحب تو شاھد کی ڈگری لی جبکہ مکرم عبدالواحد صاحب شھادۃ الاجانب کی ڈگری لے کر واپس لوٹے۔ پہلی کلاس کے کامیاب انعقاد کے بعد مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی پاکستان واپسی کے ساتھ ہی یہ سلسلہ بند ہوگیا۔

مغربی افریقہ کے لئے مبلّغین کی تیاری کا منصوبہ

۱۹۶۵ء میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر مغربی افریقہ کے دورہ پر تشریف لائے۔ دورہ کے دوران مغربی افریقہ کے امراء و مشنری انچارج صاحبان کے ساتھ ایک میٹنگ کے دوران سالٹ پانڈ غانا میں معلّمین تیار کرنے کا پروگرام بنا۔ اس کا مقصد مغربی افریقہ کے ممالک کی تربیتی و تبلیغی ضرویات کو پورا کرنا تھا۔

احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج کا اجراء

خدا کے فضل سے ۲۱/مارچ ۱۹۶۶ء کو مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کی امارت میں سالٹ پانڈ میں احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج کا باقاعدہ آغاز کردیا گیا۔ یہ آغاز ۱۳ طلباء سے ہوا جن میں ۹ غانین اور چار نائیجیرین شامل تھے۔

تعارف ادارہ

یہ ادارہ مغربی افریقہ کے طلباء کے لئے ہے۔ طلباء کے داخلہ کا معیار GCE، اولیول، اے لیول، SSSCE اور فرانسیسی بولنے والے ممالک میں سے کم از کم B.A.C یا B.P.E.C یا اسکے برابر تعلیم ہے۔ طلباء ادارہ میں پڑھنے کے لئے وقف زندگی کا فارم پُر کرتے ہیں۔ کالج میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید با ترجمہ، حدیث (مختلف منتخب احادیث) فقہ، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، کلام، تاریخ و سیرت، انگریزی، اردو عربی اور فرانسیسی زبان۔ تین سالہ کورس کیا جاتا ہے۔ ادارہ کی نگرانی بورڈ آف گورنرز کرتا ہے۔ ان دنوں اس بورڈ کے چیئرمین مکرم محمد یوسف یاسن صاحب نائب امیر اوّل ہیں۔ سکول کے یونیفارم میں سفید شرٹ، کالے جوتے اور کالی جناح کیپ شامل ہے۔ ۷ بجے صبح ایک بجے دوپہر تک کلاسز ہوتی ہیں۔ عصر کے بعد طلباء کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ رات کو Study time ہوتا ہے۔ ان دنوں ادارہ کے پرنسپل مکرم محمد یوسف بن صالح صاحب ہیں جبکہ ان کے ساتھ تین اساتذہ بھی کام کرتے ہیں ان میں مکرم مولوی مظفر احمد خالد صاحب، مکرم مولوی فضل احمد مجوکہ صاحب اور Mr.Alhassan Atta Wenchie شامل ہیں۔

پرنسپل صاحبان

ادارہ کے پرنسپل کے طور پر خدمات بجالانے والوں کی تعداد سات ہے۔ اس کے پہلے پرنسپل مکرم مولوی محمد صدیق شاہد صاحب تھے۔ ان کے بعد مکرم عبدالحکیم جوزا صاحب، مکرم مرزا نصیر احمد صاحب، مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب، مکرم نصیر شاہد صاحب اور مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نے بالترتیب یہ خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ سب سے زیادہ عرصہ یعنی ۱۲ سال خدمت کی توفیق پانے والے پرنسپل مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب ہیں۔ مکرم محمد یوسف بن صالح ادارہ کے موجودہ پرنسپل ہیں۔

فارغ التحصیل طلباء کے بارہ میں تازہ اعداد و شمار

ستمبر ۲۰۰۰ء تک اس ادارہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی تعداد ۱۷۶ ہے۔ ان میں ۱۴۱ غانین اور ۳۵ غیر ملکی طلباء شامل ہیں۔ ان غیر ملکی طلباء کا تعلق کانگو، نائیجیریا، سیرالیون، لائبیریا، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، بورکینا فاسو، زائر اور بنین سے ہے۔ تین سالہ کورسز کے کل گیارہ گروپ فارغ ہوچکے ہیں۔ آغاز میں طریق یہ تھا کہ آخری امتحان میں پہلی دو امتیازی پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء کو تعلیمی وظیفہ دے کر اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ ربوہ بھجوایا جاتا تھا۔ اس ادارہ سے فارغ ہونے والے ۱۳ طلباء جامعہ احمدیہ ربوہ سے تعلیم پاچکے ہیں۔ اور یہ طلباء خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کے مختلف ممالک میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں مثلاً طوالو، گیانا، ٹرینیڈاڈ، ساؤتھ امریکہ، زمبابوے، Tobago۔ اس ادارہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء میں مکرم عبدالرشید اغبولہ صاحب (مرحوم) سابق امیر و مشنری انچارج نائیجیریا، مکرم مولوی محمد بن صالح صاحب نائب امیر ثانی غانا مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر و مشنری انچارج ٹرینیڈاڈ اور مکرم الحسن بشیر صاحب مشنری انچاج گیانا شامل ہیں۔

کالج کے لئے اکرافو میں نئی عمارت کی تعمیر

Ekumfi Ekrawfo، غانا کا وہ پہلا گاؤں ہے جس نے ۱۹۲۱ء میں احمدیت کا کھلے بازوؤں سے استقبال کیا۔ غانا کے پہلے احمدی مکرم چیف مہدی آپا صاحب اسی جگہ کے تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ۱۹۸۸ء میں غانا کے دورہ پر تشریف لائے تو فرمایا: غانا میں نفوذ احمدیت کے حوالہ سے اکرافو کو تاریخی حیثیت حاصل ہے لہٰذا یہاں کوئی ایسی یادگار تعمیر کی جائے جس کے باعث اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے۔ حضورؒ کے ارشاد کی روشنی میں مجلس شوریٰ غانا نے اکرافو میں احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج تعمیر کرنے کی تجویز پیش کی جسے حضور انورؒ نے ازراہ شفقت منظور فرما لیا۔ جماعت احمدیہ غانا نے اکرافو کے نواح میں ایک وسیع و عریض جگہ لیکر یہاں اسی کالج کی تعمیر کا آغاز کیا۔ خدا کے فضل سے ۲۰۰۲ء کے آخر تک یہاں یہ عمارت مکمل ہوگئی عمارت میں کلاس رومز، ایڈمنسٹریشن بلاک، ہوسٹل، کچن، لائبریری اور اساتذہ کے لئے دو بنگلے شامل ہیں۔ یہ جگہ اونچی پہاڑی پر واقع ہے۔ تاحد نظر سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ پڑھائی کے لئے بے حد خوبصورت اور پرسکون ماحول میسر ہے۔

احمدیہ مسلم مشنری کالج کی سالٹ پانڈ سے اکرافو منتقلی

جنوری ۲۰۰۳ء کے آغاز میں اس کالج کو سالٹ پانڈ سے اکرافو میں نئی عمارت میں منتقل کرنے کا آغاز ہوا۔ کالج کی یہاں منتقلی جماعت احمدیہ اکرافو کے لئے انتہائی پُرمسرت موقع تھا۔ چنانچہ ۱۲/جنوری ۲۰۰۳ء کو جماعت احمدیہ اکرافو کی طرف سے AMMTC کے اساتذہ اور طلباء کے اعزاز میں استقبالیہ پارٹی دی گئی۔ اس تقریب میں اکرافو، ایسارچر کی جماعتوں کے علاوہ سرکٹ کے چند معزز احباب نے شرکت کی۔ اس تقریب سے مکرم عبدالمجید محمد صاحب سرکٹ مشنری، مکرم الحاج یعقوب بوابنگ صاحب اور مکرم عبدالغفار صاحب ریجنل مشنری نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اس کالج کی جگہ کے حصول اور اسکی تعمیر کے مراحل میں مدد کرنے والے احباب کو خراج تحسین پیش کیا۔ ان میں نمایاں نام یہ ہیں

1-Nana Jabin VI

2- Mr . Haneef Keelson (late)

3- Mr. Yamaoa

تقریب سے مکرم محمد یوسف بن صالح صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ آج بے حد خوشی کا موقع ہے اس لئے کہ مجلس شوریٰ کی تجویز کے مطابق حضورؒ کے ارشاد پر کالج تعمیر کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ آج حقیقت کا روپ دھار چکا ہے اور کالج یہاں منتقل ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ خوش اس لئے بھی ہیں کہ اُن کے دور میں یہ کالج یہاں منتقل ہوا لیکن اس کے ساتھ ساتھ نئی ذمہ داریوں کا احساس بھی دامنگیر ہے کیونکہ نئی جگہ پر کالج کے انتظامات کا سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں۔ تقاریر کے بعد احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کالج کی یہ نئی جگہ پتھریلی ہے۔ یہاں آتے ہی طلباء کو بے شمار وقار عمل کرنے پڑے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان طلباء نے اپنے ہاؤس ماسٹر مکرم مولوی فضل احمد مجوکہ صاحب کی سرکردگی میں گڑھے کھود کر پودے لگائے۔ کیاریاں کھود کر پھول اور باڑ لگائی اور سارے ماحول کو دیدہ زیب بنادیا۔

ان دنوں کالج میں ۱۲ ویں گروپ کے طلباء زیر تعلیم تھے اس گروپ نے ستمبر ۲۰۰۰ء کو اپنے کورس کا آغاز کیا اور بفضل خدا جولائی ۲۰۰۳ء میں آخری امتحانات ہوئے جن میں ۲۵ طلباء کامیاب قرار پا گئے۔ ان طلباء کے لئے ۲۰/جولائی کو ڈپلومہ دیئے جانے کی رنگارنگ پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ ایڈمنسٹریشن بلاک کے سامنے پھولوں کی کیاریوں کے دائیں اور بائیں Canopies لگائی گئیں۔ ہر طرف لگی جھنڈیاں ماحول کو خوبصورت بنارہی تھیں۔ تقریب کے لئے ایک خصوصی گیٹ بھی بنایا گیا۔ گیٹ سے

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

داخل ہوں تو سامنے ایک بینر پر نظر پڑتی تھی جس پر لکھا تھا:

Graduation of
12th bach of missionaries
Ahmadiyya Muslim Missionary
Training College. 20th July 20003.

تقریب کی جگہ پر جانے کے لئے تین راستے بنائے گئے جنکے دائیں بائیں پتھروں کی لائنیں بنا کر ان پر چونا کر دیا گیا تھا۔ الغرض ماحول بے حد خوبصورت نظارہ پیش کر رہا تھا۔

ڈپلومہ دیئے جانے کی تقریب

اس خوبصورت تقریب کا آغاز مکرم مولانا عبد الوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو بورکینا فاسو کے طالبعلم Mr.Ahmad Tijani Maiga نے کی۔ اس کے بعد آئیوری کوسٹ کے طالب علم یحییٰ Diarra صاحب نے مترنم آواز میں حضرت مسیح موعودؑ کے قصیدہ:

یَاعَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ

کے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔ مکرم محمد یوسف بن صالح صاحب پرنسپل کالج نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں ادارہ کا تعارف، اس کے طریقۂ تعلیم اور تاریخ سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ آپ نے حاضرین کو یہ خوشخبری سنائی کہ آج سے تین سالہ سسٹم ختم ہو رہا ہے۔ پہلے تو طلباء کے ایک گروپ کو لیکر تین سال تک پڑھایا جاتا تھا لیکن اس سال سے ہم ہر سال طلباء کی ایک کلاس لیں گیں اور بیک وقت کالج میں تین کلاسز تعلیم پا رہی ہونگی۔ الحمد للہ۔ آپ نے محترم امیر صاحب، بورڈ آف گورنرز اور جملہ مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد AMMTC کے غانین طلباء نے Songs of praise پیش کیا۔ محترم امیر صاحب کے ارشاد پر گیمبیا کے طلباء نے بھی اپنی لوکل زبان میں Songs of praise پیش کئے۔ حاضرین ان نغمات کے معانی سے تو آگاہ نہ تھے لیکن جب امام مہدی اور بسم اللہ کے الفاظ سنتے تو وہ خوشی سے جھوم اٹھتے، چہروں پر مسکراہٹیں بکھرتیں اور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر ہر دل خدا کی حمد سے بھر گیا کہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد خواہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں ان کی زبان کوئی بھی ہو خدا تعالیٰ کے فرستادہ امام مہدیؑ کا ذکر کس قدر محبت سے کرتے ہیں۔

سکول کے پریفیکٹ Mr.Abu Bakr Siddique Idris نے بھی تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ان کا گروپ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں ۹ غانین اور ۱۶ غیر ملکی شامل ہیں۔ ان غیر ملکی طلباء کا تعلق مغربی افریقہ کے ۸ ممالک سے ہے۔ سکول پریفیکٹ نے بتایا کہ فرانسیسی زبان بولنے والے ملکوں کے طلباء نے بے حد محنت کر کے انگریزی سیکھی کیونکہ کالج کا ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔ مختلف ملکوں اور قومیتوں سے تعلق رکھنے کے باوجود سب طلباء نے پیار و محبت سے یہ تین سال گزارے اور بھائی چارہ کی فضا قائم رہی۔ غانین طلباء، غیر ملکی طلباء کو انگریزی سکھاتے رہے اور خود ان سے عربی اور فرانسیسی زبان سیکھتے رہے۔

انہوں نے اپنی تقریر میں اساتذہ کے تعاون کی تعریف کی نیز فٹ بال کے میدان میں کالج کی اعلیٰ کارکردگی کا ذکر کیا۔ اس تقریب کے بعد انعامات اور ڈپلومہ کی تقسیم ہوئی۔ سپورٹس، پیدل سفر، تلاوت، نظم، تقریر اور تبلیغ کے مقابلوں میں نمایاں پوزیشنز لینے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ علاوہ ازیں نمازوں میں باقاعدگی، محنت اور پابندیٔ وقت کا مظاہرہ کرنے والے طلباء کو بھی انعامات سے نوازا گیا۔ سپورٹس میں بہترین کارکردگی دکھانے پر Niger کے Maman Elhadji Soulemane نے انعام حاصل کیا۔ تبلیغ کے میدان میں نمایاں کارکردگی پر انعام غانا کے Omar Dawson کو دیا گیا۔ بنین کے Chabi Yacoubon کو نمازوں میں باقاعدگی، غانا کے Abu Bakar Siddique Idris کو پابندیٔ وقت اور گیمبیا کے Ousman Jammeh کو بے حد محنتی طالب علم قرار دیا گیا۔ آخری امتحان میں اوّل پوزیشن آئیوری کوسٹ کے Guindo Oussoumane نے حاصل کی۔ گیمبیا کے Musa Bah نے دوسری پوزیشن لی جبکہ تیسری پوزیشن دو طلباء نے حاصل کی۔ یہ آئیوری کوسٹ کے Kone Siaka اور بورکینا فاسو کے Ahmad Tijani Maiga تھے۔ مجموعی طور پر بہترین طالب علم کا انعام آئیوری کوسٹ کے Guindo Oussomane کو دیا گیا۔ ۲۵ طلباء کو امتحان میں کامیاب ہونے پر ڈپلومہ پیش کیا گیا۔

آخر پر مکرم و محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا نے خطاب فرمایا۔ آپ نے کالج کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: آج یہ تاریخی موقعہ ہے جسمیں بفضل خدا ہم سب شامل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر اکرافو میں اس کالج کی نئی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور ہم سب آج یہاں اس اہم تقریب میں شامل ہیں۔ آج کا دن جماعتی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ محترم امیر صاحب نے اس موقع پر کالج کے سٹاف اور طلباء کو مبارک باد دی۔

محترم امیر صاحب نے اخبارات کے حوالہ سے بتایا کہ آج ہر طرف بداخلاقی کا دور دورہ ہے۔ کرپشن، دھوکہ بازی اور فحاشی سرِ عام ہے دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں یہ برائیاں نہ پائی جائیں۔ دنیا بہ زبان حال بتا رہی ہے کہ امام مہدیؑ کی آمد کی کتنی ضرورت تھی۔ آپ لوگوں کے لئے یہ ایک چیلنج ہے۔ دنیا مادیت کا شکار ہے۔ غیر اخلاقی حرکات سے بھرپور ہمدردیٔ خلق اور انسانیت سے عاری ان حالات میں جہاں بھی جائیں اس چیلنج کو قبول کریں اور تبلیغ اور تربیت کے میدان میں اپنی ذمہ داریاں خوب نبھائیں۔

آپ نے قرآن مجید کے حوالہ سے شہد کی مکھی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عام مکھی اور شہد کی مکھی میں بظاہر کوئی فرق نہیں۔ ایک جیسا سائز، ایک جیسی ساخت لیکن ایک مکھی وہ شہد بناتی ہے جو مخلوق کے لئے باعث شفا ہے۔ یہ مکھی فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلاً کے تحت ماندہ نہیں ہوتی، جگہ جگہ پھولوں کی تلاش میں نکلتی، عاجزی اور اطاعت کے ساتھ رس چوستی اور وہ قیمتی چیز بناتی ہے جو شیریں اور شفا کا موجب ہے۔ اگر شہد کی مکھی خدا کی اطاعت کرے تو اتنا مفید نتیجہ نکلے تو ایسا کیونکر ممکن ہے کہ اعلیٰ ترین مخلوق یعنی انسان خدا کی اطاعت کرے اور کوئی مفید نتیجہ نہ نکلے۔ کیا انسان مکھی سے بھی کمتر ہے؟ پس خدا کی بات سنو اور اسکی راہ پر چلو۔ شہد کی مکھی کی طرح ثابت قدمی، مستقل مزاجی، استقلال اور محنت کی روح اپنے اندر پیدا کرو پھر دیکھو کہ کتنا شاندار نتیجہ نکلتا ہے۔ آپ نے خطاب کے آخر پر خلافت کی آواز پر ہمیشہ لبیک کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ’’آپ جس دور میں مبلغ بن رہے ہیں وہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک نیا دور ہے۔ حال ہی میں خلافت خامسہ کا آغاز ہوا ہے۔ خلافت کی طرف سے جو بھی ہدایت آئے آسان ہو یا مشکل ہمیشہ کامل اطاعت کا نمونہ دکھائیں۔ ہمیشہ خلافت کی آواز پر کان دھریں خواہ یہ آواز MTA کے توسط سے آپ تک پہنچے یا کسی امیر کے واسطہ سے۔ اسے معمولی نہ جانیں۔ اگر آپ عاجزی کے ساتھ اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھیں تو خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ آپ کی نصرت فرمائے گا‘‘۔

اس خطاب کے بعد کالج کے استاد Mr.Alhassan Atta Wenchi نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد مکرم مولانا عبد الوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے اجتماعی دعا کروائی جس کے ساتھ یہ پروقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ دعا کے بعد احباب کی خدمت میں کھانا و مشروبات پیش کئے گئے۔

تقریب میں محترم امیر صاحب، محترم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نائب امیر اوّل، نیشنل عاملہ کے ممبران، سرکٹ مشنریز اور سینٹرل ریجن کے معزز احباب نے شرکت کی۔ شرکاء کی تعداد چار صد (۴۰۰) رہی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ کرم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان مبلغین کو انکے فرائض میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے نیز اس کالج کو اعلیٰ ترقیات سے نوازے۔ (آمین)

بقیہ: وہ نُور نُور دَمَکتا ہوا سا اک چہرہ
از صفحہ نمبر ۱۳

آہا آج رضوانہ آئی ہے۔ اور پھر حضورؒ نے میری گود سے میرے بیٹے اعتزاز کو لے کر اٹھا لیا اور اس کا منہ چوما اور جب میں گھر آئی تو حضورؒ کا بہت پیارا خط ملا جس میں آپ نے لکھا ’’تم سے اس دن مل کر اتنی خوشی ہو رہی تھی کہ بغیر کہے میرے چہرے سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔ سخت دل چاہ رہا تھا کہ اس وقت تمہارے ابّا، امی بھی ہوتے اور اپنی آنکھوں سے یہ ملاقات دیکھتے‘‘۔

اور جب بھی میں حضورؒ سے ملاقات کے لئے جاتی تو ہمیشہ حضورؒ پوچھتے خوش ہونا! تمہارا میاں تمہارا خیال رکھتا ہے نا! آپ سرتاپا مبارک تھے اور محبت کا ایک چشمہ تھے۔ کچھ خط آپ نے اتنی تعریف اور محبت سے لکھے کہ خیال آتا ہے۔ ان کے لکھنے سے خودنمائی نہ ہو۔ میں آپ سے آخری ملاقات کبھی نہ بھولوں گی جو خدا نے اپنے خاص فضل سے کروادی۔ جنوری ۲۰۰۳ء میں جب میں صرف خالصتاً حضورؒ سے ملاقات کی نیت سے لندن گئی۔ جب ملاقات کے کمرے میں گئی تو حضورؒ نے پوچھا کیسے آئی ہو تو میں نے کہا کہ حضور میرے میاں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں اور میں آپ سے ملاقات کے لئے۔ حضورؒ کی کمزور صحت دیکھ کر میری آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ اس پر میرے پیارے حضور جو ہمیشہ آگے بڑھ کر اپنی بیٹیوں کی طرح گلے لگاتے۔ آپ نے بے انتہا شفقت سے کہا ادھر میرے پاس آجاؤ۔ حضورؒ کرسی پہ تشریف فرما تھے میں آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ حضورؒ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اب تصویر کھنچوا لو۔ وہ میری حضور سے آخری ملاقات تھی اور وہ تصویر میرے لئے ایک حسین یادگار ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضورؒ پر ہر آن بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کے درجات ہر آن بلند فرماتا رہے اور ان کی دعاؤں کا فیض ہمیشہ ہر زمانہ میں جماعت کو ملتا رہے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

قادیان دارالامان میں

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماعات کا کامیاب انعقاد

بھارت کے 19 صوبہ جات کی 600 سے زائد مجالس سے 2563 خدام واطفال کی نمائندگی۔

500 سے زائد نومبائعین خدام واطفال کی شرکت۔

اجتماع کی خبریں بھارت کے مشہور T.V. چینلوں اور ریڈیو میں نشر اور کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع ہوئیں۔

شاهد احمد ندیم سیکریٹری اجتماع کمیٹی)

الحمدللہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 34واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا 25واں سالانہ اجتماع 11-12-13 اکتوبر 2003ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوکر اختتام پذیر ہوا۔ گذشتہ سالوں سے اس اجتماع کی حاضری غیر معمولی طور پر زیادہ تھی چنانچہ اس دفعہ ہندوستان کے 19 صوبوں کی مختلف مجالس سے نمائندگی ہوئی اور مجموعی تعداد 2563 تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے امسال نومبائعین کی آمد کے لئے بھی تمام صوبہ جات میں کوشش کی گئی۔ خاص طور پر ان جگہوں سے جہاں نئی مجالس قائم ہوئی ہیں، ایسے خدام کو شرکت کے لئے بلایا گیا جو واپس جاکر مجلس کے کاموں کو فروغ دے سکیں۔ چنانچہ امسال کے اجتماع میں پانچ سو سے زائد نومبائعین خدام و اطفال بھی شریک ہوئے۔ مساجد گراؤنڈ اور رہائش گاہیں جلسہ سالانہ کا منظر پیش کررہی تھیں۔

قیام و طعام کا انتظام

مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے امسال قیام کا انتظام مہمان خانہ کے علاوہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول، جامعہ احمدیہ، جامعۃ المبشرین (Guest Houses)، مکان حضرت امّ طاہرؓ اور دارالضیافت میں کرایا گیا تھا اور گزشتہ سال کی طرح امسال بھی اجتماع کی غیر معمولی حاضری کی وجہ سے خصوصی لنگر کا انتظام کیا گیا۔

افتتاحی تقریب

پروگرام کا آغاز 11/ اکتوبر کو نماز تہجد اور مزار مبارک پر اجتماعی دعا سے ہوا۔ دورِ خلافت خامسہ میں منعقد ہونے والے اس پہلے سالانہ اجتماع کی افتتاحی تقریب ٹھیک 10-00 بجے پرچم کشائی کے بعد اجتماع گاہ میں زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اپنی تقریر میں اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لئے بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اپنے روح پرور خطاب میں خدام الاحمدیہ کو نماز، ترجمۃ القرآن اور وقارِ عمل کے اہم موضوعات پر نہایت ہی مؤثر انداز میں خدام سے خطاب فرمایا۔

علمی مقابلہ جات

علمی مقابلہ جات میں خدام واطفال نے تلاوت، نظم، تقریر، اذان، پیغام رسانی، پرچہ ذہانت، کوئز، حفظ قصیدہ وغیرہ میں بہت ہی اچھے رنگ میں حصہ لیا۔ نومبائعین خدام و اطفال کی عمدہ رنگ میں تیاری کے ساتھ شامل ہوئے۔

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی نومبائعین کی کثیر تعداد کے سبب ان کے علمی مقابلہ جات کے لئے صحن جامعہ احمدیہ میں الگ اجتماع گاہ بنایا گیا تھا۔ جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بیشتر نومبائعین خدام و اطفال کو علمی مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ اور اس کے مطابق ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مقابلہ جات میں حصہ لینے والے نومبائعین خدام و اطفال کے نتائج مرتّب کرکے ان میں انعامات تقسیم کروائے گئے۔ اجتماع گاہ جو کہ حسب سابق احمدیہ گراؤنڈ میں بنایا گیا تھا جہاں پرانی مجالس کے خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات عمل میں لائے گئے۔ افتتاحی و اختتامی و دیگر تربیتی تقریبات کا انعقاد اسی اجتماع گاہ میں ہی ہوتا رہا۔ ہر دو اجتماع گاہوں میں علمی مقابلہ جات بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے۔

ورزشی مقابلہ جات

ورزشی مقابلہ جات کے لئے 19 صوبہ جات کی مختلف مجالس سے فُٹ بال، والی بال، رسّہ کشی، کبڈی، بیڈمنٹن، لانگ جمپ، دوڑ، شاٹ پُٹ کی معیاری ٹیمیں اور کھلاڑی آئے جس کی وجہ سے مقابلے بیحد دلچسپ اور نہایت ہی پُرلطف رہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان بھی تینوں روز بڑے ہی شوق سے گراؤنڈ میں تشریف لاتے رہے اور خدام کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی۔ ہر سہ روز کے پروگرام نہایت سازگار موسم میں کامیابی سے انجام پائے۔ تینوں روز مسجد اقصیٰ میں بعد نماز فجر خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا۔ ’اجتماع کی اہمیت‘ ’خلافت سے تعلق‘ اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں ‘جیسے اہم موضوعات پر علمائے سلسلہ نے درس دئے۔

بعض خصوصی تقریبات

پہلے روز رات پونے نو بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالےٰ کی معرکۃ الآراء تصنیف Revelation, Rationlaity, Knoledge & Truth پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں مذکور کتاب میں بیان فرمودہ بعض مضامین پر مقررین نے عام فہم زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

دوسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالےٰ کی مقدس سیرت اور خلافتِ خامسہ کے بابرکت آغاز پر مشتمل ایک دستاویزی فلم Projector کے ذریعہ بڑی سکرین پر دکھائی گئی۔ جس میں حضورؒ کے بچپن سے لے کر وفات تک کے مختلف حالات اور خدماتِ اسلام کے چیدہ چیدہ واقعات اور مناظر دکھائے گئے۔

نو مبائعین کے اجتماع گاہ میں ایک خصوصی تقریب

اجتماع کے دوسرے دن شام کو نو مبائعین کے اجتماع گاہ میں ایک خصوصی تقریب زیر صدارت محترم صاحبزادہ صاحب منعقد ہوئی جس میں مختلف علماء کرام نے نومبایعین کو مخاطب کیا۔

اختتامی تقریب

تیسرے دن رات 8:00 بجے اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ اس کی صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے فرمائی۔ اس تقریب میں جناب جگدیش ساہنی صاحب سابق MLA بٹالہ نے جناب اویناش کھنہ صدر بی جے پی پنجاب کی نمائندگی میں شرکت کی۔ تلاوت، عہد اور ترانہ کے بعد جناب جگدیش ساہنی صاحب نے مختصر تقریر کی اور جماعت کی طرف سے قومی اور ملکی سطح پر کی جانے والی عظیم خدمات کی سراہنا کی۔ چونکہ مقامی ایم. ایل. اے. جو حکومت پنجاب میں منسٹر برائے جنگلات ہیں اپنی بعض مصروفیات کی بناء پر اس تقریب میں شریک نہیں ہوسکے تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے حلقہ دارالانور کے ایم سی جناب چوہدری عبدالواسع صاحب کو اپنا خصوصی پیغام دے کر بھجوایا اور مجلس کے رفاہی کاموں کے لیے -/51,000 روپے کا تحفہ پیش کیا۔ چنانچہ جناب چوہدری عبدالواسع صاحب نے جناب منسٹر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالےٰ کے دور میں خدام الاحمدیہ بھارت کی ترقیات کا تذکرہ کرتے ہوئے مجلس کے ساتھ آپ کی شفقت اور محبت کا ذکر فرمایا۔ اور سیّدنا حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خطابات سننے اور ان پر عمل کرنے کی طرف خدام کو متوجہ کیا۔ اس کے بعد مکرم شعیب احمد صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے شکریہ احباب پیش کیا۔

آخر میں صدارتی خطاب ہوا جس میں صاحبزادہ صاحب نے احمدی نوجوانوں کو علم کے میدان میں آگے بڑھنے کی تلقین کی اور قرآن، حدیث اور جماعتی تاریخ کے آئینہ میں نوجوانوں کو علم کی قدر کرنے اور اس کے حصول کے لیے جدوجہد اور کوشش کرنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی اس خواہش کا بھی ذکر کیا جس میں آپؒ نے جماعت کو اگلی صدی میں ایک ہزار احمدی سائنسدان پیش کرنے کی تحریک کی تھی۔ اس کے بعد محترم صدر جلسہ نے خدام و اطفال کے درمیان انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی دعا کے بعد اجتماع گاہ نعرہائے تکبیر سے گونج اٹھا اور اس طرح خدام الاحمدیہ کا 34واں اور اطفال الاحمدیہ کا 25واں سالانہ ملکی اجتماع نہایت ہی کامیاب رنگ میں اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کی کامیابی کی خبریں

مختلف TV چینلوں میں اجتماع کے پروگرام بہت ہی اچھے رنگ میں دکھائے گئے۔ اسی طرح ریڈیو اور مختلف کثیر الاشاعت اخبارات جیسے ہندسماچار، پنجاب کیسری، دینک ٹربیون، دینک جاگرن اور اجیت وغیرہ میں جلی سُرخیوں کے ساتھ اجتماع کی خبریں آئیں۔

مجلس شوریٰ

اجتماع کے آخری روز اجتماع گاہ میں زیر صدارت محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جسمیں خدام الاحمدیہ کے مختلف ترقیاتی منصوبوں پر غور وخوض کیا گیا۔ اسی طرح نئے سال کا بجٹ آمد وخرچ بھی پیش کیا گیا جس پر ممبران نے اپنے اتفاق کا اظہار کیا۔ شوریٰ کی کارروائی رات 2 بجے تک جاری رہی۔

اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں صوبائی اور علاقائی قائدین، مبلغین اور معلمین کرام نے بہت اہم رول ادا کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مکرم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو صدر اجتماع کمیٹی مقرر فرمایا تھا۔ اور تقسیم کار کے طریق پر مختلف شعبہ جات مقرر کرکے جملہ امور کو تقسیم کیا تھا۔ خدام نے بہت ہی محنت اور خلوص سے اجتماع کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ یہ اجتماع عالم اسلام واحمدیت کے لئے نہایت ہی کامیاب و بابرکت بنائے اور اس کے دوررس نیک نتائج پیدا فرمائے اور آئندہ اس سے بڑھ کر خدام الاحمدیہ خدمات کی توفیق وسعادت نصیب کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

نوبل پرائز جیتنے والی پہلی مسلمان عورت

(رشید احمد چوہدری ۔لندن)

ایران کی ایک وکیل عورت شیریں عبادی نے امسال انسانی حقوق کی جدو جہد میں عمدہ کام کرنے پر نوبل پرائز جیت لیا ہے ۔نوبل پرائز جیتنے والوں کی ۱۰۲ سالہ تاریخ میں شیریں پہلی مسلمان عورت ہے جو اس انعام کی حقدار ٹھہری ہے ۔اس سے پہلے پاکستان کے ڈاکٹر عبدالسلام پہلے مسلمان تھے جن کو ۱۹۷۹ء میں فزکس کے شعبہ میں حیرت انگیز کام کرنے پر نوبل انعام ملا تھا۔شیریں ایران کی پہلی خاتون جج ہیں جس نے انتہائی مشکل حالات میں عورتوں اور بچوں کے حقوق پر جدو جہد جاری رکھی اور ایسے مقدمات بھی لئے جو دوسرے وکیل لینے سے گھبراتے تھے۔اس کو کئی دفعہ جان سے مار دینے کی دھمکیاں بھی ملیں مگر اس کے عزم میں ذرّہ بھر فرق نہ آیا۔امسال اس انعام کے لئے ۱۶۵ امیدوار تھے جن میں عیسائیوں کے پوپ جان پال بھی تھے۔

شیریں عبادی کو جب اس انعام کی اطلاع ملی تو وہ بہت حیران ہوئی اور اس نے بے اختیار کہا کہ یہ میرے لئے اور ایران میں انسانی حقوق پر کام کرنے والوں کے لئے نیز جمہوریت کے لئے بہت عمدہ خبر ہے۔ اس سے یقیناً انسانی حقوق کے کاموں میں مدد ملے گی۔

نوبل کمیٹی جس نے انعام کا فیصلہ کیا ہے پانچ افراد پر مشتمل ہے جن میں سے تین عورتیں ہیں ۔اس کے ایک ممبر Ole Danbold Mjoes نے کہا کہ شیریں عبادی کے چناؤ سے خاص طور پر مسلمان ممالک پر جن کا انسانی حقوق کے معاملہ میں ریکارڈ اتنا اچھا نہیں بہت عمدہ اثر پڑے گا۔شیریں کو یہ انعام جس کی مالیت آٹھ لاکھ پاؤنڈ ہے ۱۰ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو ناروے کے شہر اوسلو میں دیا جائے گا اور یقین ہے کہ شیریں یہ انعام وصول کرنے خود اوسلو جائیں گی۔

نوبل پرائز ۱۹۰۱ء میں شروع کیا گیا تھا اب تک ۱۱۳ لوگوں کو یہ انعام مل چکا ہے اور شیریں وہ گیارہویں عورت ہے جس نے یہ انعام جیتا ہے ۔ عورتوں میں سب سے پہلا انعام پراگ (آسٹریا) کی ایک عورت Baroness Bertha von Suttner نے ۱۹۰۵ء میں جیتا تھا۔اس نے اپنی زندگی کی اسائشوں کو خیر باد کہہ کر امن کے حصول کے ذرائع پر لکھنا شروع کیا اور آسٹرین امن سوسائٹی کی بنیاد ڈالی اور جلد ہی دنیا بھر میں امن تحریک کے کام کے سلسلہ میں مشہور ہو گئیں۔

اس کے بعد ۱۹۳۱ء میں Jane Addoms اور ۱۹۴۶ء میں Emily agareene Balch نوبل انعام کی حق دار ٹھہریں۔ یہ دونوں ویمن انٹرنیشنل لیگ فار پیس اینڈ فریڈم کی صدر تھیں ۔ ۱۹۷۶ء میں Betty Williams اور Mairead corrigan کو مشترکہ طور پر نوبل انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا۔انہوں نے نادرن آئر لینڈ میں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک فرقوں کے درمیان اختلافات کی خلیج کو کم کرنے اور امن کمیٹی کے قیام کے سلسلہ میں بہت محنت کی تھی ۔ ۱۹۷۹ء میں انڈیا کی مدر ٹریسا کو انسانیت کی خدمت کے سلسلہ میں انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا۔

۱۹۸۲ء میں سویڈن کی ایک سیاستدان عورت Alva Myrdal کو انعام اس لئے دیا گیا کیونکہ اس نے دنیا میں نیوکلیئر اسلحہ کے خلاف تحریک چلائی تھی۔ ۱۹۹۱ء میں Aung San Suu کو کوریا میں جمہوریت کے قیام کی خاطر کوششوں کی وجہ سے انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا مگر چونکہ حکومت نے اسے House Arrest کیا ہوا تھا اس لئے وہ خود انعام لینے نہ آسکی تھی۔ ۱۹۹۲ء میں Rigoberta Mench Tum کو نوبل انعام سے نوازا گیا جس نے گواٹے مالا میں قدیم باشندوں کو جو Indian کہلاتے ہیں کے حقوق پر بے پناہ کام کیا تھا

۱۹۹۷ء میں Jody Williams جو Land mines پر پابندی لگانے کی انٹرنیشنل تحریک کی بانی تھیں نوبل انعام کی حقدار قرار پائی گئیں ۔اور اب ۲۰۰۳ء میں شیریں عبادی کو انسانی حقوق کے سلسلہ میں کام کرنے پر انعام دیا گیا۔شیریں کے والد شہنشاہ ایران کے دور میں جج تھے۔شیریں کے خاوند کا نام ڈاکٹر رحیم عبادی ہے وہ پیشہ کے لحاظ سے انجنیئر ہیں اور انہیں سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ان کی ایک لڑکی اس وقت کینیڈا میں الیکٹریکل انجنیئر نگ میں پوسٹ گریجوایٹ ڈگری کررہی ہیں ۔شیریں نے ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۹ء تہران میں سٹی کورٹ کے صدر کے طور پر کام کیا ہے مگر جون ۲۰۰۰ء میں اسے ایک ویڈیو دکھانے پر جورائے عامہ کے خلاف قرار پائی گئی۔تین ہفتہ کے لئے جیل جانا پڑا اور پانچ سال تک وکالت کرنے سے محروم کر دیا گیا تھا۔وہ پہلی خاتون جج تھی مگر ۱۹۷۹ء میں عدلیہ نے اسے اپنے عہدہ سے برطرف کر دیا تھا اور دلیل یہ دی تھی کہ مستورات بہت جذباتی ہوتی ہیں اس لئے ایسے عہدے ان کو نہیں دئے جا سکتے۔مگر آجکل ایران میں عورتوں کے حقوق کی طرف توجہ ہو رہی ہے اور اس وقت ایران کی نیشنل اسمبلی کی ۲۷۰ سیٹوں میں ۱۴ سیٹیں مستورات کے پاس ہیں۔

شیریں عبادی کو انعام ملنے پر ملک کے اندر اور باہر کئی قسم کا ردعمل دیکھنے میں آیا ہے۔ایمنیسٹی انٹرنیشنل نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ شیریں عبادی کا نوبل انعام حاصل کرنا ان تمام لوگوں کے لئے جو ناانصافیوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں ایک خوش آئند خبر ہے ۔مگر ایران کے بعض مذہبی راہنما شیریں کے اس اعزاز سے خوش نہیں وہ اسے ایران کی گھریلو سیاست میں مداخلت کا شاخسانہ سمجھتے ہیں۔روزنامہ ٹائمز لندن اپنی ۱۱ر اکتوبر کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ نوبل کمیٹی کے شیریں عبادی کو انعام دینے سے رومن کیتھولک کیمپ میں مایوسی پھیل گئی ہے کیونکہ پوپ جان پال بھی نوبل پرائز کے امیدوار تھے ۔ چرچ کے ایک لیڈر Lech Walesa نے کہا کہ پوپ اپنی عمر کے آخری حصہ میں ہیں۔ یہ انکی زندگی کا آخری موقع معلوم ہوتا تھا۔ مجھے اس ایرانی عورت سے کوئی دشمنی نہیں مگر میرے خیال میں اس انعام کے سب سے زیادہ حق دار پوپ جان پال ہی تھے۔ ❁❁❁❁❁

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

وہ نُور نُور دمَکتا ہوا سا اک چہرہ!

(رضوانہ نثار۔گوٹن برگ۔ سویڈن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شخصیت کے لاتعداد پہلو ہیں جن پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے اور لکھنے والے انشاء اللہ آپ کی شخصیت کے ان پہلوؤں کے بارے میں ہمیشہ لکھتے رہیں گے۔آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ کو جماعت احمدیہ سے بے پناہ محبت تھی ۔آپ محبت کا ایک ایسا چشمہ تھے کہ یہ محبت آپ کے وجود سے پھوٹ پھوٹ کر جماعت کو سیراب کرتی رہی اور اس محبت نے جماعت کے شجر کو سرسبز و شاداب رکھا اور آئندہ بھی شاداب رکھے گی۔انشاءاللہ

آپ محبت کا ایک سمندر تھے ۔آپ کی محبت جماعت کے لئے ،شہدائے احمدیت ،اسیران راہ مولیٰ اور ان کی فیملیز کے لئے بہت شدید تھی۔ جب بھی حضورؒ ان کے لئے دعا کی تحریک کرتے آپ کی آواز اس درد سے بھرا جاتی جو آپ کے دل میں ان کے لئے تھا اور آپ پر رقّت طاری ہوجاتی ۔اسی طرح سلسلہ کی خدمت کرنے والوں واقفین جماعت اور ان کے گھر والوں کے ساتھ بھی آپ کو بے پناہ محبت تھی اور اس محبت کا مسلسل اظہار ہوتا رہتا تھا۔

میں سمجھتی ہوں میرے ساتھ حضور کو جو محبت تھی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ میرے ابو واقف زندگی ہیں اور سلسلہ کے خادم ہیں ۔آپ کی شخصیت کی حسین یادیں آج بھی میرے ذہن پہ نقش ہیں۔

یادوں کے دیئے روشن ہیں ذہن کی چوکھٹ پہ
اک نور کے سانچے میں جب چہرہ وہ ڈھل جائے

حضورؒ کے خلیفہ بننے کے بعد میری حضور سے ایک دو دفعہ ہی ملاقات ہوئی تھی کہ اس کے بعد حضورؒ لندن ہجرت کر گئے اور آپ کی ہجرت سے اہل ربوہ بے انتہا اداس ہو گئے اور ہر آنکھ حضورؒ کے ذکر سے پرنم ہو جاتی ۔اس کے بعد حضورؒ سے ملاقات خطوں کے ذریعہ ہوتی اور میری خوش نصیبی ہے کہ حضورؒ نے مجھے ۵،۶ خط اپنے ہاتھ سے لکھے اور ان خطوں میں مجھے اتنی دعاؤں سے نوازا کہ میری جھولی دعاؤں سے بھر دی۔ ہجرت کے بعد پہلا خط جو حضورؒ نے ہم تینوں بہن بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا وہ ۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کا ہے ۔جس میں آپ نے لکھا ''ایک تو اس لئے کہ آپ چوہدری حمید اللہ صاحب کے بچے ہیں دل چاہ رہا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب دوں مگر مصروفیات نے ہاتھ باندھ رکھا تھا......آپ کو یہ معلوم کر کے تعجب بھی ہوگا اور خوشی بھی کہ میں ان ایام میں بھی آپ لوگوں کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھنا نہیں بھولا ۔اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی حسنات سے آپ کا گھر بھر دے اور ہمیشہ ابّا ،امی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے رہیں۔'' یہ آپ کا واقف زندگی کے بچوں سے محبت کا سلوک تھا کہ آپ ان کے بچوں کے ساتھ بھی اسی طرح محبت کرتے جس طرح آپ اپنے بچوں سے کرتے تھے۔

حضورؒ کی ہجرت کے بعد ربوہ میں ڈائریکٹ ڈائیلنگ کا سسٹم نہیں تھا اس لئے میرے ابو اکثر حضور کو فون کرنے ایک احمدی کے گھر فیصل آباد جایا کرتے تھے ۔ایک دفعہ میں بھی ساتھ تھی ۔ جماعتی کاموں کے بعد حضورؒ نے ابو سے پوچھا کہ رضوانہ کا کیا حال ہے۔تو ابّو نے کہا کہ آج رضوانہ بھی ساتھ آئی ہوئی ہے۔تو حضورؒ نے فرمایا کہ میری بات کروادیں ۔اور حضورؒ نے دو تین منٹ میرے سے فون پہ بات کی اور میری خوشی کی انتہا نہ تھی ۔اسی طرح ۱۹۸۹ء میں صد سالہ جوبلی کے جلسہ کے موقع پہ میں امی اور ابو کے ساتھ لندن آئی تو ملاقات کے وقت حضور نے مجھے بہت پیار سے گلے لگایا اور جاتے ہوئے آپ نے اپنی جیب سے اپنا رومال نکالا اور چہرہ مبارک اس سے صاف کیا اور پھر حضور نے وہ رومال مجھے دے دیا جو آج بھی میرے پاس محفوظ ہے۔

میں یہ واقعہ لکھنا نہ بھولوں گی جب میرے والدین میرے ایک رشتہ کے سلسلہ میں استخارہ و دعا کروا رہے تھے اور ان سے فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔انہوں نے حضورؒ کو استخارے بتائے اور مشورہ کیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ عزیزہ رضوانہ خود استخارہ کرے اور جو خواب دیکھے مجھے لکھے۔اور پھر استخارہ کرنے کے بعد جو خواب میں نے دیکھی وہ حضورؒ کو لکھی جس پر حضورؒ نے واپس خط لکھا اور فرمایا '' کہ رؤیا میں جو مبارک حصہ ہے وہ معلوم ہوتا ہے کسی اور بعد کے رشتہ پہ صادق آئے گا۔'' اور اس کے بعد جب نثار (میرے میاں) کا رشتہ آیا تو حضورؒ بہت خوش ہوئے۔

دل میں محفوظ حسین اور روح پرور یادیں ہیں جو بھلائے نہیں بھولتیں۔سمجھ میں نہیں آتی کس کو چنوں اور کس کو چھوڑوں ۔اور پھر ۱۹۹۱ء میں جب حضورؒ قادیان جلسہ پہ تشریف لائے ۔باوجود سخت مصروفیت کے حضورؒ نے ازراہ شفقت میرے ابّو کو کہا کہ میں رضوانہ کی شادی میں شامل نہیں ہوسکتا۔(جو کہ قادیان کے جلسہ کے فوراً بعد پاکستان میں تھی) اس لئے نثار اور رضوانہ دونوں کو میرے دفتر میں لے کر آئیں میں ان کی شادی کی دعا یہیں کروادوں گا۔اور پھر حضورؒ نے اپنے دفتر میں ہماری شادی کی دعا کروائی اور ہم دونوں کو تحفے بھی دیئے۔میں اب بھی سوچ کے حیران ہوتی ہوں کہ اتنی مصروفیت اور ذمہ داریوں کے درمیان آپ کو ایک واقف زندگی کی بیٹی کی شادی کی دعا نہیں بھولی اور دل آپ کے لئے محبت اور دعا سے بھر جاتا ہے۔

آپ کی ذات کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ دوسروں کی خوشیوں کا تصور کر کے خوش ہوتے ۔اس کا اظہار آپ کے اس خط میں تھا جب میں اور نثار شادی کے بعد پہلی دفعہ لنڈن اپنے پہلے بچے کے ساتھ گئے ۔ ملاقات کے کمرے میں داخل ہوتے ہی حضورؒ نے کہا:

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST,
22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

اصحاب احمدؑ کے قبولیت دعا کے واقعات

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳؍جون ۲۰۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اصحابؓ کی قبولیت دعا کے مختلف واقعات (مرتبہ عطاءالوحید باجوہ صاحب) شامل اشاعت ہیں۔

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحبؓ شدید علیل ہوئے تو مَیں نے اطلاع ملنے پر متواتر دعا شروع کی اور کئی دن تک جاری رکھی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: "میر محمد اسماعیل ہمارا محبوب ہے، ہم خود اس کا علاج ہیں"۔ چند روز بعد حضرت میر صاحبؓ وفات پاگئے۔

حضرت مولوی صاحبؓ مزید بیان فرماتے ہیں کہ مکرم شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ کی پہلی شادی بٹالہ میں ان کے رشتہ داروں میں ہوئی تھی۔ ان کے ہاں جب اس بیوی سے ایک عرصہ تک کوئی اولاد نہ ہوئی تو انہوں نے مجھ کو دعا کی تحریک کی۔ جب مَیں دعا کرتا ہوا رات کو سویا تو مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ شیخ صاحب کے مکان پر حضرت رسول کرم ﷺ کی خچر "بغلۃالشھباء" بندھی ہوئی ہے۔ اس خواب کی مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ شیخ صاحب موصوف کی اہلیہ محترمہ گو بوجہ فطری سعادت کے مخلصانہ تعلق رکھتی ہیں لیکن خچر کی عمومی سرشت کے مطابق ناقابل اولاد ہیں۔ چنانچہ مَیں نے اس رؤیا سے مکرمی شیخ صاحب کو اطلاع دیدی اور اس کی تعبیر سے بھی آگاہ کردیا۔ سالہاسال گزرنے کے باوجود ان کی اہلیہ محترمہ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس صالحہ بیوی کی وفات کے بعد شیخ صاحب موصوف نے حکیم سراج الحق صاحب احمدی آف ریاست پٹیالہ کی دختر سے شادی کی جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی بچے تولد ہوئے۔

حضرت مولانا ابراہیم بقاپوری صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ جون ۱۹۴۰ء میں محمد اسماعیل بقاپوری کے لئے دعا کی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک میدان میں لوگ جمع ہیں۔ ایک نے کہا کہ اسمٰعیل کی تنخواہ ساٹھ روپے سے شروع ہوگی۔ دوسرے نے کہا سو روپے سے ہوگی۔ چنانچہ اگست میں وہ ساٹھ روپے پر عارضی طور پر ملازم ہوا اور نومبر میں مستقل ہوکر ایک سو روپے پر ترقی مل گئی۔

مکرم چودھری عبدالستار صاحب کی قبول احمدیت کی داستان

ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ جون ۲۰۰۳ء میں مکرم چودھری عبدالستار صاحب نے قبول احمدیت کی اپنی داستان بیان کی ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد چودھری عبدالعزیز صاحب میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے وفات پاچکے تھے۔ مَیں پانچویں کا طالبعلم تھا کہ جمعہ کی ایک نماز کے بعد ہمارے خطیب اور باہر سے آنے والے ایک شخص کے درمیان بحث ہونے لگی۔ آنے والا بار بار قرآن سے حوالے دے رہا تھا اور خطیب اُسے دھمکیاں دیئے جارہا تھا۔ جب وہ اجنبی چلا گیا تو خطیب نے دوسروں کو بتایا کہ یہ مرزائی تھا اور مَیں نے اسے بھگادیا ہے۔ اگرچہ میری عمر چھوٹی تھی لیکن مَیں جان گیا کہ خطیب جھوٹا ہے لیکن مجھے علم نہیں تھا کہ مرزائی کسے کہتے ہیں۔

میٹرک کرنے اور سینٹری انسپکٹر کا کورس کرنے کے بعد ۱۹۵۷ء میں مَیں نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر (D.H.O) ساہیوال کو ملازمت کے لئے درخواست دی۔ D.H.O ڈاکٹر میجر عبدالحق صاحب نے میرے کاغذات تقرری کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین کے پاس بھیجے اور ایک کلرک کو میرے ساتھ کیا۔ اُس کلرک نے بتایا کہ D.H.O مرزائی ہے اور اس نے پہلے بھی ایک مرزائی لڑکے کو رکھ لیا تھا لیکن چیئرمین کو پتہ چلا تو اُس نے منظوری نہیں دی۔ بہرحال میری تقرری دفتر میں ہوگئی۔ میرے دوسرے ہم منصب ہر ماہ دفتر آتے رہتے۔ ان میں ایک چودھری غلام قادر صاحب "حویلی لکّھا" سے آتے تھے۔ مجھ پر اُن کے حسن اخلاق کا بہت اثر تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حویلی لکّھا میں ایک سینٹری انسپکٹر کی ضرورت ہے۔ مَیں نے وہاں درخواست دی اور ملازمت مل گئی۔ میری شادی ہوچکی تھی۔ حویلی لکّھا آنے پر مَیں نے بلدیہ کے ایک سکول کے چوبارہ میں رہائش رکھی۔ اتفاق سے چودھری صاحب بھی اسی گلی میں رہتے تھے۔ یہاں آکر پتہ چلا کہ وہ احمدی تھے اور جماعت کے سیکرٹری مال بھی تھے اور جمعہ بھی اُن کے مکان پر ہوتا تھا لیکن انہوں نے مجھ سے کبھی احمدیت کی بات نہیں کی تھی۔ ایک روز اُن کے گھر ایک کتاب پر نظر پڑی جس کا نام تھا "مذہب کے نام پر خون"۔ یہ کتاب مَیں نے اُن کی اجازت سے لے لی اور جب پڑھی تو چند دن بعد جاکر اُن سے اصرار کیا کہ میرا بیعت فارم پُر کرلیں۔ دسمبر ۱۹۶۴ء میں میری بیعت منظور ہوگئی۔

قبول احمدیت کے بعد علاقہ میں میرے دوست پیچھے ہٹنے لگے۔ ۱۹۶۶ء میں مَیں جماعت کا سیکرٹری مال بن گیا۔ میرے گھر والے بھی ۱۹۶۹ء میں احمدی ہوگئے۔ ۱۹۷۴ء میں فسادات کے دوسرے ہی روز مَیں اپنے دفتر میں تھا جب ایک مجمع توڑ پھوڑ کرتا، نعرے لگاتا مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میرے کپڑے پھاڑ دیئے اور سر اور جسم پر کئی زخم لگاکر ادھ مؤا کرکے وہ چلے گئے۔ پھر مَیں انتظامیہ کے مجبور کرنے پر مختلف مقامات پر رہتا رہا۔ میرے اہل و عیال ایک عزیز کے پاس چیچہ وطنی چلے گئے۔ آخر میرے دوست چودھری غلام قادر صاحب مجھے اوکاڑہ کے امیر ضلع کے پاس لے آئے جہاں میرا قیام مسجد میں تھا اور مربی صاحب میرے پڑوسی تھے۔ سب بہت شفقت کا سلوک کرتے رہے۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے بعد خاکسار نے واپس حویلی لکّھا جاکر ڈیوٹی شروع کردی۔

اوکاڑہ میں مسجد میں رہنے کی وجہ سے مَیں پانچوں نمازوں کا عادی ہوگیا تھا۔ حویلی لکھا میں ایک روز عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل کچھ دیر آرام کی غرض سے جب لیٹا تو کچھ دیر بعد سونے جاگنے کی سی کیفیت میں یوں آواز آئی: "یہ مومنوں کی جماعت ہے"۔ یہ آواز اتنی شیریں تھی کہ مَیں آج تک اس کا مزہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ نماز کی ادائیگی کے بارہ میں میری زندگی کا اہم موڑ ثابت ہوا۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ سرکاری مذہبی تقریبات کے انعقاد میں بلدیہ میں میرا اہم کردار ہوتا تھا۔ ایک عید میلادالنبی ﷺ کے موقعہ پر مَیں نے بینر لگوایا: "پاک محمدؐ مصطفیٰ سب نبیوں کا سردار"۔ جس نے دیکھا اُس نے تعریف کی۔ چیئرمین صاحب آئے تو وہ بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ ایک صاحب جو دو تین بار ربوہ گئے تھے وہ آئے تو چیئرمین صاحب کو کہنے لگے کہ چودھری صاحب آپ کو مروادیں گے کیونکہ یہ تو ان کے مرزا صاحب کی تحریر ہے۔ اس پر چیئرمین صاحب نے مجھے دفتر میں بلاکر کہا کہ ایسے بینر نہ لگوایا کریں۔ مَیں نے کہا اگر آپ کو پسند نہیں آیا تو ابھی اُتروادیتا ہوں۔ لیکن بینر اتنا پسند آیا تھا کہ کہنے لگے: ابھی لگا رہنے دیں، آئندہ نہ لگائیں۔ یہ بات کہنا اُن کی سیاسی مجبوری تھی۔

جب بھی کوئی نیا افسر آتا ہے تو مخالف اُس کو میرے بارہ میں بھڑکاتے ہیں لیکن مَیں خود جاکر اُس کو بتاتا ہوں کہ مَیں احمدی ہوں۔ میرے دلیرانہ اظہار سے وہ متأثر ہوجاتا ہے۔ دسمبر ۱۹۹۹ء میں حویلی لکھا کی احمدیہ مسجد کی تعمیر کے وقت ہنگامے ہوئے تو جن چھ افراد پر مقدمہ قائم ہوا، اُن میں مَیں بھی شامل ہوں۔ اسیر راہ مولیٰ رہنے کا شرف بھی ملا۔ جیل میں ایک مولوی نما ملازم میری جامہ تلاشی لے رہا تھا۔ پوچھا کیسے جیل میں آئے۔ مَیں نے بتایا تو کہا کہ تم مرزائی ہو۔ مَیں نے کہا: مَیں احمدی ہوں۔ بولا: احمدی تو ہم ہیں، تم مرزائی ہو۔ کچھ دیر تکرار ہوئی تو مَیں نے کہا کہ اگر تم احمدی ہو تو جیل کے دوسرے ملازموں کے سامنے کہہ دو کہ تم احمدی ہو۔ اس پر فوراً کہا: اُدھر جاکر لائن میں بیٹھ جاؤ۔ ۲۰؍ستمبر ۲۰۰۲ء کو جیل سے رہائی ہوئی۔

۱۹۷۴ء کے بعد میری اہلیہ احمدیت سے دُور ہونے لگیں۔ بچوں کی شادیاں اپنی مرضی سے غیراحمدیوں میں کیں۔ اس وجہ سے مجھے ابتلاء درپیش ہے۔ مَیں خود موصی ہوں اور اپنے انجام بالخیر کے لئے دعاؤں کا خواستگار۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۵؍جون ۲۰۰۳ء میں "فرقت کا گیت" کے زیر عنوان مکرم ضیاءاللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

دن پہ شب کا سکوت چھایا ہے
گیت فرقت کا کس نے گایا ہے
جانے والے تری سلامی کو
قدسیوں کا ہجوم آیا ہے
ابرِ غم پوش! ساتھ میں تیرے
ماہِ مسرور کا بھی سایا ہے

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰؍جون ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی طویل نظم "سایۂ رحمت" سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تجھ کو خدا نے سایۂ رحمت بنا دیا
مسرور! تجھ پہ سایۂ رحمت خدا کرے
ہر سیدھی راہ پر رہے تیرا قدم قدم
ہر ہر قدم پہ تیری حفاظت خدا کرے
ہر مرحلے پہ تجھ سے ہو راضی ترا خدا
ظاہر ہو تجھ سے دوسری قدرت خدا کرے
اے جان جاں! جہاں ترا حلقہ بگوش ہو
اور تُو کرے جہاں کی امامت خدا کرے
کسب فیوض تیری دعا سے کریں گے ہم
ڈھونڈے تری دعا کو اجابت خدا کرے

ماہنامہ "اخبار احمدیہ" لندن مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دن امن و امان کے پھر پلٹے اور خوف کا عالم دُور ہوا
تاریکیٔ شب کافُور ہوئی سب گھور اندھیرا نُور ہوا
یہ خاص عطاءِ ربّی ہے ہم اہل وفا، اہل اللہ پر
ہر قلب پہ جلوہ گر ہوکر مامور ابنِ منصور ہوا
اب تھام لو اس کو اے لوگو! جو حبل اللہ اُتر آئی
مانندِ عُروۃُ الوثقیٰ یہ اب دستِ مسرور ہوا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 Friday, November 21, 2003 Issue No. 47

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

دعا کا ایک عجیب کرشمہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے سنایا کہ :''جب مَیں ہندوستان سے انگلینڈ کے لئے روانہ ہوا تو پاسپورٹ کی رو سے راستہ میں فرانس نہیں اتر سکتا تھا۔ لیکن میرا بڑا دل چاہتا تھا کہ فرانس میں اتروں۔ اس کا ذکر مَیں نے افسر جہاز سے کیا۔ اس نے کہا کہ تم فرانس میں صرف اس صورت میں اتر سکتے ہو جب تمہارے پاس اتنا خرچ ہو۔ جب مَیں نے اپنے سرمایہ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جس قدر کپتان کہتا ہے کہ خرچ ہوگا میرے پاس اس سے دو پونڈ کم تھے۔ مَیں نے سوچا کسی سے یہ رقم قرض لے لوں مگر جہاز میں میرا کوئی شناسا نہ تھا، کس سے لیتا۔ آخر جب مایوس ہوگیا تو مَیں نے دعا کی کہ اے زمین اور آسمان کے مالک! اے خشکی اور تری کے خالق! تو ہر چیز پر قادر ہے اور تجھے ہر قسم کی قدرت اور طاقت حاصل ہے۔ تو جانتا ہے کہ مجھے اس وقت دو پونڈ کی ضرورت ہے۔ پس تُو مجھے دو پونڈ دے دے۔ خواہ آسمان سے گرا یا سمندر سے نکال مگر دے ضرور۔ مَیں نے بہت الحاح اور زاری کے ساتھ خدا سے دعا مانگی اور دعا مانگنے کے بعد مجھے پختہ یقین ہوگیا کہ مجھے دو پونڈ ضرور مل جائیں گے۔ مگر میری یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ بالکل اجنبی جگہ اور بالکل اجنبی آدمیوں میں یہ دو پونڈ کس طرح ملیں گے؟۔

یہ جنگ یورپ کا زمانہ تھا۔ جہاز چلتے چلتے یکدم ایسی جگہ ٹھہر گیا جہاں پہلے کبھی نہیں ٹھہرا تھا۔ مَیں نے اس خیال سے کہ جنگ کا زمانہ ہے ممکن ہے اس جگہ ہمارے کچھ احمدی دوست ہوں کپتان جہاز سے کہا کہ مجھے خشکی پر جانے کی اجازت دیں لیکن اس نے صاف انکار کردیا اور کہا آپ یہاں ہرگز نہیں اتر سکتے۔ ہم تو ویسے ہی یہاں سمندر کی حالت معلوم کرنے کے لئے اتفاقاً کھڑے ہوگئے ہیں ورنہ اس سے پہلے یہاں آج تک کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔

تھوڑی دیر کے بعد مَیں نے دیکھا کہ ایک کشتی جہاز کی طرف آرہی ہے۔ مَیں نے کپتان سے کہا کہ یہ کشتی یہاں کیوں آرہی ہے جب یہاں اترنے کی اجازت ہی نہیں؟ کپتان نے کہا مجھے پتہ نہیں کہ کیوں آرہی ہے، پاس آئے تو حالات کا علم ہو۔

جب کشتی جہاز کے قریب آئی تو مَیں نے پہچانا کہ اس میں ہمارے بھائی حاجی عبدالکریم صاحب تھے۔ انہوں نے کہیں سے سن لیا تھا کہ فلاں جہاز سے انگلستان جا رہا ہوں اور فلاں وقت جہاز یہاں سے گزرے گا۔ اُن کو معلوم تھا کہ جہاز یہاں نہیں ٹھہرے گا پھر بھی وہ ساحل پر آگئے تھے۔ لیکن جب جہاز جزیرہ کے سامنے آکر اچانک ٹھہر گیا تو وہ فوراً کشتی لے کر جہاز کے پاس آگئے۔ کپتان نے ان کو دریافت حال کے لئے اوپر آنے کی اجازت دی۔ خیر وہ مجھ سے ملے اور ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد رخصت ہونے لگے تو یہ کہہ کر دو پونڈ میری جیب میں ڈال دئے کہ '' مجھے کچھ مٹھائی آپ کے ساتھ کے لئے لانی چاہئے تھی مگر مجھے تو اس کا وہم بھی نہ تھا کہ جہاز ٹھہر جائے گا اور مَیں آپ سے مل سکوں گا۔ اس لئے یہ دو پونڈ مٹھائی کے لئے ہیں، رکھ لیں''۔

فی الحقیقت دعا ایک بڑی ہی عجیب چیز ہے جو ہر مشکل موقع پر کام آتی ہے۔

❁❁❁❁❁

عربی اور انگریزی کا مقابلہ

حضرت مفتی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کوئی عیسائی بیرسٹر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ اثنائے گفتگو میں کچھ زبان کا ذکر چل پڑا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ عربی زبان میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ لفظ تھوڑے ہوتے ہیں، معنی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس پر اُس عیسائی نے کہا کہ یہ خوبی تو نہایت عمدگی کے ساتھ انگریزی میں بھی پائی جاتی ہے۔ پھر عربی کی کیا فضیلت رہی؟ حضرت صاحب انگریزی نہیں جانتے تھے لیکن اس وقت بے اختیار حضرت کے منہ سے نکلا: ''اچھا آپ 'میرا پانی' کا انگریزی میں ترجمہ کریں''۔

اس پر اُس عیسائی نے کہا ''میرا پانی'' کا ترجمہ ہے ''مائی واٹر'' (My Water)۔ حضور نے فرمایا: ''لو آپ نے خود ہی فیصلہ کردیا۔ اس فقرہ کا جب عربی میں ترجمہ کریں گے تو صرف ''مَائِی'' کہیں گے۔

اس برجستہ جواب پر وہ شخص ہکّا بکّا اور حیران ہوکر چپ ہوگیا''۔

(لطائف صادق صفحہ ۷۹۔۸۱۔ مرتبہ حضرت شیخ محمد اسمعیل صاحب پانی پتی۔ناشر حکیم عبداللطیف صاحب ۱۹۴۶ء قادیان دارالامان)

❁❁❁❁❁

معاملہ میں اور۔ مذہب میں اور

جب حضرت مفتی صاحب لندن میں تھے تو ایک دن اپنے ایک دوست کے ساتھ لندن کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ان کے دوست کی نظر ایک دوکان کے سائن بورڈ پر پڑی جس پر لکھا تھا:

"Trinity Book Shop"

یعنی ''تثلیث مقدس کا کتب خانہ''۔ یہ پادری صاحبان کی کتابوں کی فروخت کی دوکان تھی۔ اور مفتی صاحب کے دوست جانتے تھے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ مگر اَنجان بن کر انہوں نے دوکان پر جو پادری صاحب بیٹھے تھے اُن سے پوچھا کہ: ''تثلیث سے آپ کی کیا مراد ہے؟''۔

پادری صاحب: تثلیث سے مراد ہے باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں خدا ہیں۔ مگر خدا تین نہیں بلکہ صرف ایک ہے۔ یہ ایک روحانی راز ہے کہ تین ایک ہیں اور ایک تین ہے۔

اس پر حضرت مفتی صاحب نے پادری صاحب کو سمجھایا کہ یہ بات جو آپ نے کہی اصولاً غلط ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ تین ایک ہوں اور ایک تین ہو۔

گفتگو ہوتی رہی۔ پادری صاحب اپنی بات پر مصرّ رہے اور مفتی صاحب اپنی بات پر۔ جب گفتگو لمبی ہونے لگی تو حضرت مفتی صاحب نے قریب کی میز سے ایک کتاب لی جس کی قیمت اس پر تین شلنگ لکھی ہوئی تھی اور پادری صاحب سے کہا: 'جناب مَیں یہ لینا چاہتا ہوں'۔

پادری صاحب: شوق سے لیجئے۔

صادق: اس کی قیمت کیا ہے؟

پادری صاحب: تین شلنگ۔

مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے جیب میں سے ایک شلنگ نکالا اور پادری صاحب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ لیجئے اس کی قیمت۔

پادری صاحب نے ایک شلنگ دیکھ کر کہا : جناب آپ کو شاید خیال نہیں رہا مَیں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس کتاب کی قیمت تین شلنگ ہے۔

صادق: کچھ مضائقہ نہیں۔ تین ایک ہیں اور ایک تین۔ لہذا اس ایک کو آپ قبول فرمائیں۔

پادری صاحب: (ہنستے ہوئے) جناب معاملہ کی بات اور ہے، مذہب کی بات اور ہے۔

صادق: یہ عجیب مذہب ہے کہ معاملہ کے وقت کچھ اور ہو جاتا ہے۔ پادری صاحب اگر آپ مذہب اسلام کا مطالعہ فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ ہر حالت میں ایک ہی جیسا رہتا ہے خواہ ہم بازار میں ہوں یا مسجد میں''۔

(لطائف صادق صفحہ ۷۹۔۸۱۔ مرتبہ حضرت شیخ محمد اسمعیل صاحب پانی پتی۔ناشر حکیم عبداللطیف صاحب ۱۹۴۶ء قادیان دارالامان)

❁❁❁❁❁

تحریک جدید کے نئے سال کے وعدہ جات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۷رنومبر ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان فرمادیا ہے۔ تمام مخلصین جماعت سے درخواست ہے کہ تحریک جدید کے دفتر اول سال ۷۰، دفتر دوم سال ۶۰، دفتر سوئم سال ۳۹، اور دفتر چہارم سال ۱۹ کے لئے جماعت کے سیکرٹریان تحریک جدید کو اپنے وعدے لکھوا دیں۔ حسب سابق اپنے بچوں کو بھی اس میں شامل کریں۔ بلکہ بچوں کو خود وعدہ لکھوانے کی ترغیب دیں۔ اسی طرح بزرگوں کی قربانیوں کو زندہ رکھنے کے لئے دفتر اول کے مرحومین کی طرف سے بھی وعدے لکھوائیں تاکہ ان کے کھاتے جاری رہیں۔

تمام امراء، صدران جماعت، مربیان انچارج اور سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ ہر فرد کو اس بابرکت تحریک میں شامل کرنے کے لئے ہر جہت سے کوشش کریں اور وعدہ جات کی فہرستیں اور مساعی سے ساتھ ساتھ مرکز کو اطلاع دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

ادارہ الفضل انٹرنیشنل کی طرف سے تمام قارئین اور جملہ احباب جماعت کو

عیدالفطر مبارک ھو۔

كُلَّ عَامٍ وَاَنْتُمْ بِخَيْرٍ۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔